۶- سپورٹس ریلی ۱۹۹۱ء کے اِفتتاح پر ایوانِ محمود میں مکرم طارق اسلام صاحب ناظمِ اعلیٰ ہدایات دے رہے ہیں جبکہ سٹیج پر مہمانِ خصوصی مکرم محمود احمد صاحب (سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ) اور ان کے ساتھ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان) اور پیچھے کرسیوں پر انتظامیہ سپورٹس ریلی ہے۔

اِفتتاحی تقریب کی دعا ہو رہی ہے۔ قائدینِ علاقہ اپنے اپنے علاقہ کی ٹیموں کے ساتھ
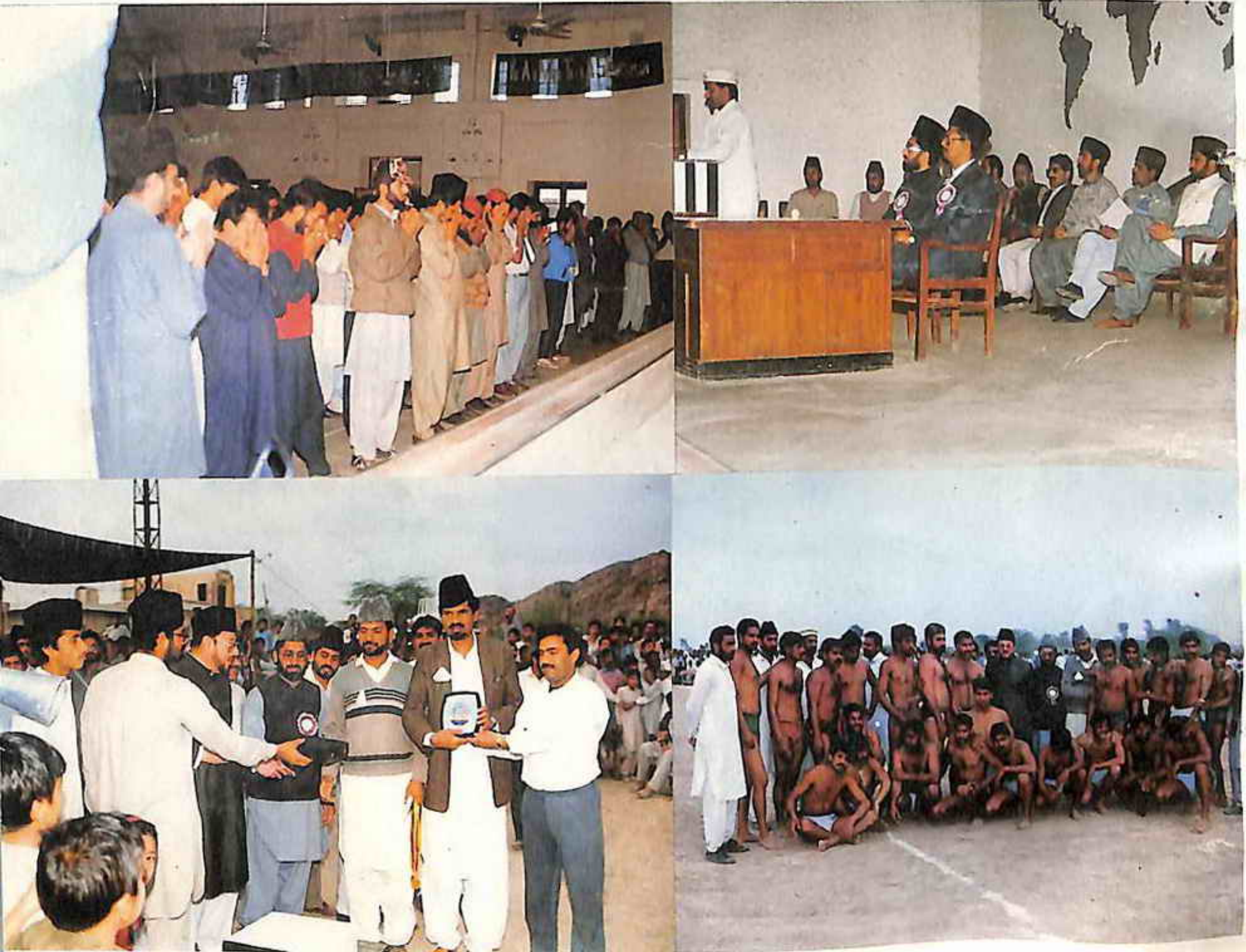
علاقہ لاہور و بہاولنگر اور علاقہ فیصل آباد کی ٹیمیں کبڈی فائنل میچ سے قبل مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے ہمراہ

قائد ضلع لاہور کبڈی میں علاقہ لاہور کے اوّل آنے پر ٹرافی وصول کر رہے ہیں

مکرم سید قاسم احمد صاحب مہتمم مقامی ربوہ
مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سے مجموعی لحاظ سے
اعلیٰ کارکردگی کی ٹرافی وصول کر رہے ہیں۔ (سپورٹس ریلی ۱۹۹۱ء)

علاقہ کراچی سندھ، بلوچستان اور علاقہ راولپنڈی و سرحد
کی ٹیمیں فٹ بال کے میچ کے لئے (تیار ہیں)

کرم ریٹائرڈ میجر شاہد سعدی صاحب ممبر مجلس صحت
ٹ بال میں اوّل ٹیم ربوہ کے کیپٹن کو ٹرافی دے رہے ہیں
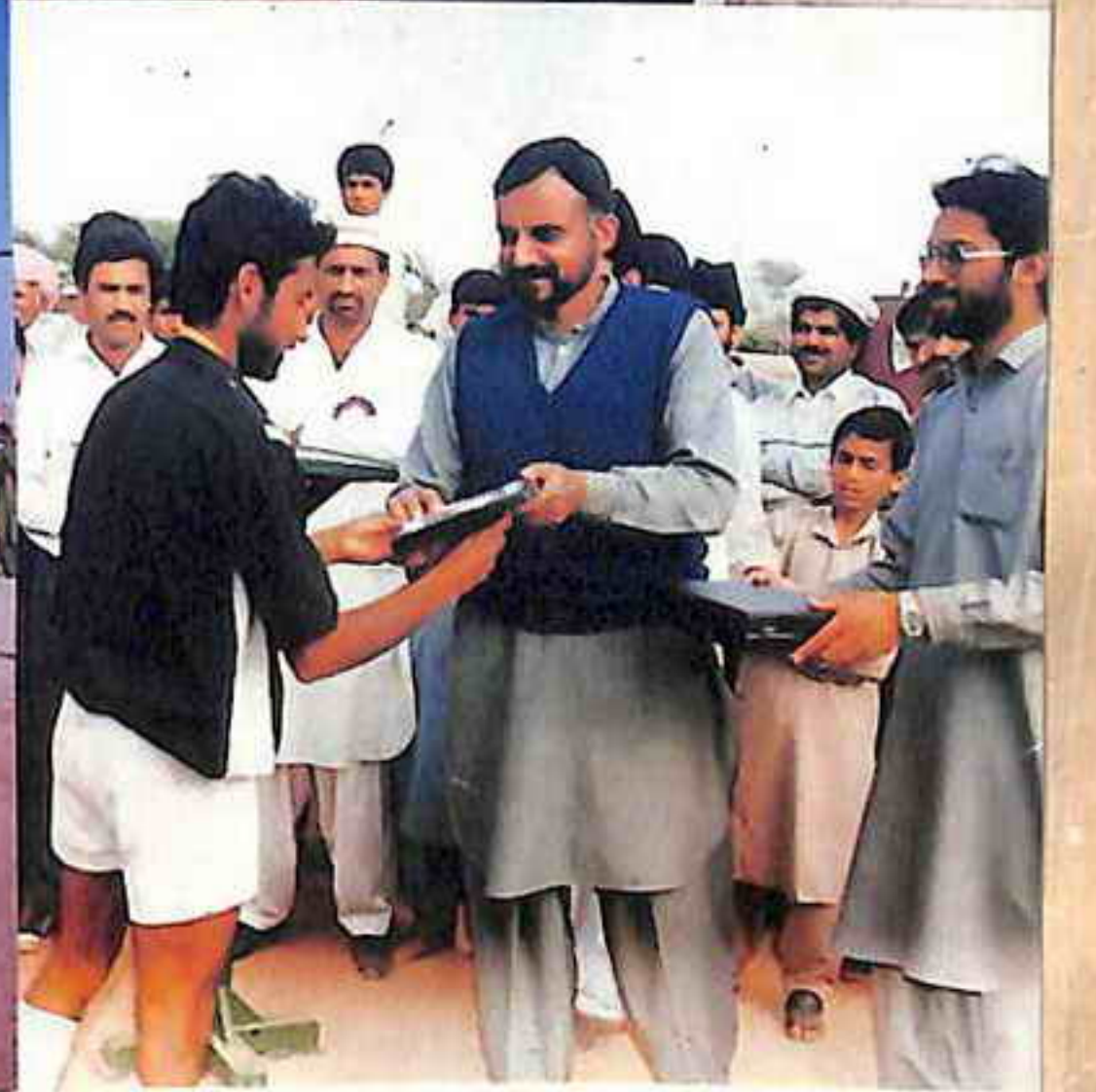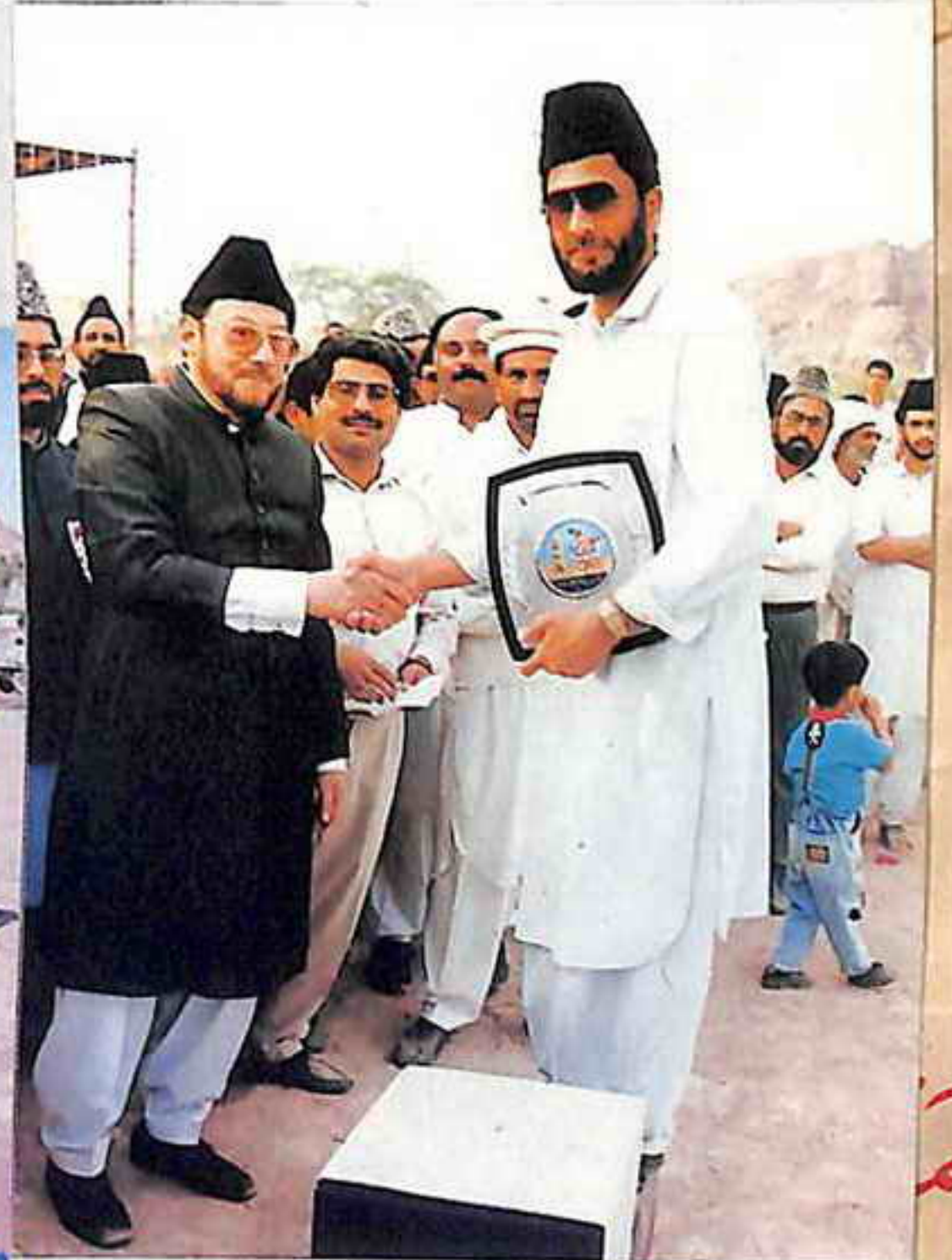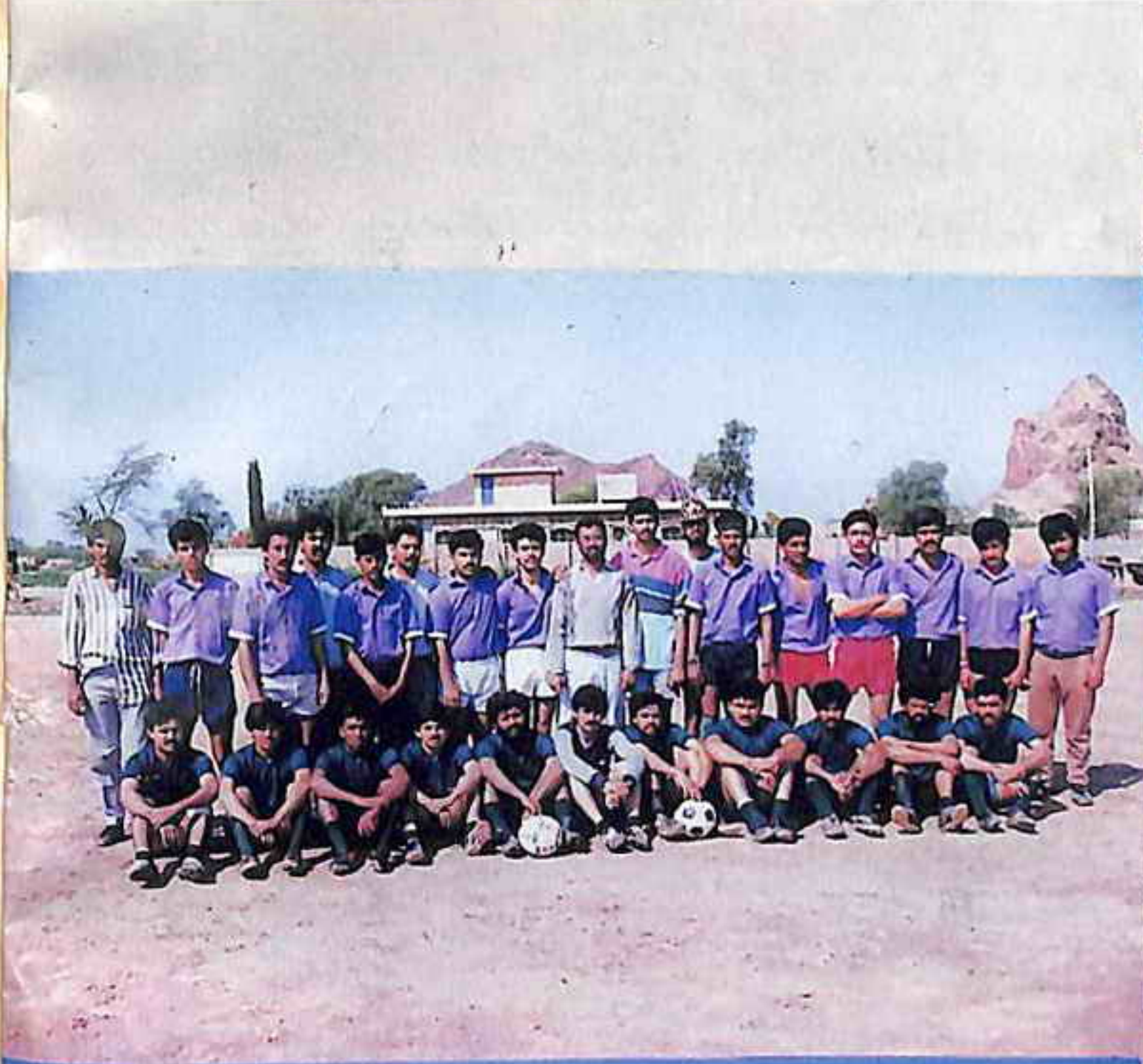
علاقہ گوجرانوالہ اور ربوہ کی ٹیمیں والی بال فائنل میچ سے قبل
مہمانِ خصوصی مکرم ریٹائرڈ میجر عبد القادر صاحب صدر مجلسِ صحت کے ساتھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماھنامہ

خالد

ربوہ

جون 1991ء

احسان 1370ھش

ایڈیٹر

مبشر احمد ایاز

جلد 38۔ شمارہ 8

قیمت فی پرچہ 3 روپے

سالانہ 30 روپے

اس شمارے میں

اداریہ۔ 2

سیرت نورالدین۔ چند لذت آفریں گوشے۔ 3

حضرت خلیفہ المسیح الثالث کی شاندار علمی خدمات۔ 11

حضرت خلیفہ المسیح الثالث کی چند ایمان افروز یادیں۔ 19

حضرت خلیفہ المسیح الثالث نے فرمایا۔ 22

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا۔ 24

ربوہ سے طور خم تک۔ 30

رپورٹ سالانہ تربیتی کلاس۔ 34

رپورٹ دوسری سالانہ سپورٹس ریلی۔ 35

اخبار مجالس۔ 38

منظومات

حضرت خلیفہ المسیح الثالث کی یاد میں 17، 18

(مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب کی دو نظمیں)

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ۔ 10

اس کے علاوہ اور بہت کچھ

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

اداریہ

پیارے خدام بھائیو!

جون کا مہینہ شروع ہوچکا ہے اور ملک کے اکثر علاقوں میں موسم گرما کی تعطیلات کا آغاز ہوچکا ہے لیکن چھٹیوں کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر کام کاج چھوڑ کر فارغ ہو کر بیٹھ جائیں اور نہ ہی اس لئے چھٹیاں ہوتی ہیں۔ چھٹیاں تو صرف ایک روٹین کے بدلنے کا نام ہے۔ صرف اس بات کا نام کہ اب پہلے کی طرح ایک مقررہ وقت پر سکول یا کالج نہیں جانا اور بس۔

ویسے بھی چلنے کا نام ہی تو زندگی ہے اور رکنا تو موت کی نشانی ہے لہٰذا وہ خدام بھائی جن کو چھٹیاں ہوئی ہیں وہ اپنا ایک پروگرام اور لائحہ عمل بنا کر اپنی پڑھائی اور خدام الاحمدیہ کے کاموں کو جاری رکھیں۔

وہ خدام جنہوں نے امتحان دیا ہے یا ابھی دیں گے ان میں سے پاس ہونے والوں کو ہماری جانب سے ڈھیروں مبارکباد اور ناکام ہونے والوں کو ہمارا یہ محبت بھرا پیغام کہ ہمت نہ ہاریں اور امتحان دینے والوں کے لئے دعائیں کہ نمایاں کامیابیوں سے اللہ تعالیٰ انہیں ہمکنار کرے اور ہاں ان سب کو عموماً اور امتحان دینے والوں کو خصوصاً ایک پیغام پہنچانا مناسب ہوگا۔ یہ پیغام آج سے تقریباً 15 سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک خط میں کسی طالب علم کو دیا تھا کہ

"دیانت داری کے بغیر حصول علم ممکن نہیں"

پس دیانت داری کا تقاضا ہے کہ پڑھائی کے دوران اور امتحان کے دوران کسی قسم کا کوئی ناجائز حربہ اختیار نہ کریں۔

امتحان سے فارغ ہو کر نکمے نہیں بیٹھنا چاہیئے بلکہ غور و فکر کے بعد بہتر مضامین کا انتخاب کریں اور آئندہ کلاسز تک کوئی نہ کوئی ہنر ہی سیکھ لیں اور مجلس خدام الاحمدیہ کا کام تو ایک موقعہ غنیمت ہے۔ ایک سعادت ہے۔ خدا کا خاص فضل ہے۔ پس جہاں تک ہوسکے فارغ وقت نہ گزاریں اور اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو قیمتی جان کر اسے ضائع ہونے سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

سیرت نورالدین..... چند لذت آفرین گوشے

(مقالہ نگار: مکرم یوسف سہیل شوق صاحب)

چند لذت آفریں گوشے

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی....... کی وفات 26 مئی 1908ء ہندوستان کی مذہبی دنیا میں ایک ایسا زبردست سانحہ تھا کہ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی اس سے گہرا اثر قبول کیا۔ جہاں متعدد غیر از جماعت لوگوں نے دکھ اور درد کا اظہار کیا وہاں ساتھ یہ بھی کہا کہ اب جماعت احمدیہ کا وجود نعوذ باللہ ختم ہو کر رہ جائے گا۔

کرزن ایک اخبار تھا جو دہلی سے نکلتا تھا اس نے حضرت بانی سلسلہ کی وفات پر لکھا:

"اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے۔ ان کا سر کٹ چکا ہے"۔ (بدر 7 جنوری 1909ء)

اسی طرح لندن کے مشہور اخبار دی ٹائم نے جو لکھا اس کا مفہوم یہ تھا کہ:

"اب جماعت احمدیہ کا وجود ختم ہو جائے تو کسی کو تعجب نہ ہوگا"۔

ان تبصرہ آرائیوں کی وجہ یہی تھی کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ایک ایسے زبردست اور قد آور وجود تھے کہ ان کی موجودگی میں اور کسی دوسرے شخص کا خیال بھی نہ آسکتا تھا لیکن جس خدا نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا تھا اس نے اس سلسلہ کو تا قیامت جاری رکھنے اور اکناف عالم میں پھیلنے کا بندوبست بھی کر رکھا تھا۔

چنانچہ ان مذکورہ بالا تبصرہ آرائیوں کے دوران جب حضرت خلیفہ المسیح الاول.... نے جماعت احمدیہ کی مسند قیادت سنبھالی تو غم سے نڈھال دلوں کو ایک ولولہ تازہ مل گیا۔ اور چند سال کے بعد جب ایک معزز غیر احمدی دوست قادیان تشریف لائے تو ان کا جو بے ساختہ تبصرہ قادیان اور جماعت احمدیہ اور خود حضور حضرت خلیفہ المسیح الاول کے بارے میں تھا وہ ان بر خود غلط مبصرین کی تردید کرنے کے لئے کافی تھا۔

مارچ 1913ء میں قادیان تشریف لانے والے یہ دوست امرتسر سے تشریف لائے تھے۔ ان کا اسم گرامی میاں محمد اسلم تھا۔ وہ کہتے ہیں:

"مولوی نورالدین صاحب نے جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک میں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصتاً للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی صاحب کا طرز عمل قطعاً ریا و منافقت سے پاک ہے اور ان کے آئینہ دل

میں صداقت (دین حق) کا ایک ایسا زبردست جوش ہے جو معرفت توحید کے شفاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعے ہر وقت ان کے بے ریا سینے سے ابل ابل کر تشنگان معرفت توحید کو فیضیاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی (دین) قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب میں میں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعے قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہے کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر قرآن مجید کی میں نے ان سے درس قرآن مجید کے موقع پر سنی ہے غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں گے۔

عام طور پر قادیان کی احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا ہے تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشے میں سرشار پایا گیا۔ اور قرآن کریم کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے دیکھی، کہیں نہیں دیکھی۔ صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی (بیت الذکر) میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلا تمیز بوڑھے و بچے اور نوجوانوں کے، لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ حتی کہ احمدی تاجروں کا صبح سویرے اپنی اپنی دکانوں اور احمدی مسافر مقیم مسافر خانے کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین پیش کر رہی تھی۔ گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قدسیوں کے گروہ آسمان سے اتر کر قرآن مجید کی تلاوت کر کے بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں۔ غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔

.........جو کچھ میں نے احمدی قادیان میں جا کر دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی اور جس طرف نظر اٹھتی تھی قرآن ہی قرآن نظر آتا تھا۔ غرض قادیان کی احمدی جماعت کو عملی صورت میں اپنے اس دعوے میں کہیں بڑی حد تک سچا ہی سچا پایا کہ وہ دنیا میں (دین حق) کو پر امن صلح کے طریقوں سے .... ترقی دینے کے اہل ہیں"۔ (بدر 13 مارچ 1913ء صفحہ 6 تا 9)

حضرت خلیفہ اول..... کے دور امامت کے تذکرہ کے بعد اب میں قارئین کرام کی خدمت میں اس عظیم و جلیل ہستی کی سیرت کے بعض گوشوں کی جھلک دکھلانی چاہتا ہوں۔

لذت و سرشاری سے معمور ایک یادگار واقعہ

نوجوان خاص طور پر یہ بات یاد رکھیں کہ حضرت خلیفہ المسیح الاول..... کی سیرت طیبہ کے ذکر میں دو باتیں ایسی ہیں جو آپ کی زندگی کا جلی عنوان ہیں۔ ایک آپ کا بے مثال توکل علی اللہ اور دوسرا حضرت

بانی سلسلہ احمدیہ کی بے مثال اطاعت۔ یہ توکل کیا تھا؟ اس کا جب بھی ذکر آئے گا آپ کا وہ واقعہ ہمیشہ قیامت تک بیان کیا جاتا رہے گا اور سننے والے ہمیشہ اس سے نت نئی لذت حاصل کریں گے۔

حضرت بانی سلسلہ دہلی تشریف لے گئے تھے۔ حضرت خلیفہ اول قادیان میں تھے۔ دہلی میں حضرت بانی سلسلہ کو حضرت خلیفہ اول کی ضرورت پڑی۔ تار دیا کہ

REACH IMMEDIATELY

یعنی فوراً بلا توقف پہنچ جاؤ......... ! حضرت خلیفہ اول حسب معمول اپنے مطب میں بیٹھے مریضوں کو دیکھ رہے تھے۔ تار والا تار لے کر آیا۔ آپ نے تار پڑھا۔ اپنے محبوب کا حکم ملا "بلا توقف دہلی پہنچ جاؤ" ذرا سوچیں کہ اگر آپ کو ایسا تار ملے اور آپ کی روح اطاعت کا اعلیٰ ترین نمونہ دکھانا چاہے تو آپ کیا کریں گے۔ یہی نا کہ ہر ایک مصروفیت چھوڑ کر فوراً گھر جائیں گے۔ زاد راہ ساتھ لیں گے۔ ایک دو جوڑے بیگ میں جلدی سے رکھیں گے اور بھاگم بھاگ اڈے کی طرف لپکیں گے۔ بہت زیادہ جوش دکھائیں تو شاید یہ بھی کریں کہ کھانا گھر میں تیار پڑا ہو تو آپ کہیں دیر نہ ہو جائے اس لئے کھانے کو قربان کر دیں گے۔ ذرا ذہن کو دوڑائیں کہ ایسی تار ملنے پر آپ جلدی سے جلدی کرنے کا کیا طریق اختیار کریں گے...... نہیں آپ نہیں پہنچ سکیں گے۔ آپ اس معیار کو سوچ بھی نہیں سکتے جس پر خدا کا وہ پیارا بندہ نورالدین پہنچا ہوا تھا۔ آیئے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ حضور کو تار ملا۔ تار پڑھتے ہی بلا توقف اپنی نشست پر کھڑے ہو گئے اور سیدھے بٹالہ کی طرف چل پڑے۔ پگڑی بھی نہ باندھی۔ راستے میں چلے جا رہے ہیں اور پگڑی باندھتے جا رہے ہیں۔ جوتی پہننے کا بھی ہوش نہیں۔ جوتی گھسیٹتے جا رہے ہیں اور پہنتے جا رہے ہیں۔ گھر جانے کا تو خیال بھی دل میں نہیں آیا۔ راستے میں کوئی شخص ملا اس کو سرسری سا کہہ دیا کہ گھر میں بتا دینا کہ میں دلی چلا گیا ہوں۔

اس سب کے باوجود جیب میں ہاتھ ڈال کر یہ بھی نہیں دیکھا کہ کرایہ بھی ہے یا نہیں۔ جیب میں کرایہ واقعی نہیں تھا۔ مگر رک کر کسی سے نہیں لیا۔ گھر جا کر لینے کا تو سوال ہی نہیں۔ کوئی کپڑا، چادر کوئی چیز ساتھ نہیں لی۔

اب یہ مرحلہ ہے دراصل آپ کے توکل علی اللہ کا۔ یہ امام کی اطاعت میں فدائیت اور عشق کا وہ مرحلہ ہے جہاں خدا کے یہ منتخب بندے صرف اطاعت کرنا جانتے ہیں۔ ہر مشکل کو بھول جاتے ہیں۔ صرف رب پر توکل کرتے ہیں اور چل پڑتے ہیں۔ اب ایسے لوگوں کے ساتھ مولا کریم کے پیار کا سلوک بھی ملاحظہ کریں۔

بٹالہ پہنچ گئے۔ وہاں سے ٹرین پکڑنی تھی۔ ٹکٹ کے پیسے جیب میں تھے ہی نہیں ٹکٹ کہاں سے لیتے مگر دھن یہی تھی کہ دلی پہنچنا ہے اور جو ٹرین پہلی مل جائے اس پر سوار ہو جانا ہے۔ وقت دیکھا ٹرین کی آمد میں چند منٹ باقی تھے۔ انتظار میں اور بے قراری میں پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ جاتے ہیں۔ اسٹیشن پر

ٹہلتے ہوئے ایک ہندو واقف کار کی نظر آپ پر پڑ جاتی ہے۔ اس کی بیوی بیمار ہے۔ وہ لپک کر آتا ہے، درخواست کرتا ہے کہ ذرا چل کر میری بیوی کو دیکھ لیں۔ اس کو دوا تجویز کر دیں۔ حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں ٹرین آنے میں چند منٹ باقی ہیں میں کہیں نہیں جاسکتا۔ وہ ہندو منت کرتا ہے کہ حضرت میرا گھر اسٹیشن کے بالکل پاس ہے آپ مریضہ کو دیکھ کر بر وقت واپس آجائیں گے اور ٹرین پر سوار ہوجائیں گے۔ یہ یقین دہانی سن کر راضی ہوجاتے ہیں۔ جا کر مریضہ کو دیکھتے ہیں۔ دوا دیتے ہیں اور الٹے پاؤں واپس سٹیشن پر آجاتے ہیں۔ گاڑی تیار کھڑی ہے۔ فوراً سوار ہوجاتے ہیں۔ وہ ہندو بھاگم بھاگ آپ کو ٹکٹ بھی لا کر دیتا ہے اور کچھ رقم بھی نذرانہ کے طور پر دیتا ہے۔ یہ رقم آپ کے زادہ راہ کے لئے کافی ہے۔ آپ بے نیازی سے قبول کرتے ہیں اور ٹرین میں سوار ہو کر اپنے محبوب کے قدموں میں دلی پہنچ جاتے ہیں۔

یہ واقعہ اطاعت امام، توکل علی اللہ، اللہ تعالیٰ کے پیار غرضیکہ کتنی ہی باتوں کا مجموعہ ہے۔ اس کی ایک ایک تفصیل اس کا ایک ایک لمحہ دل کو مٹھی میں جکڑ لیتا ہے۔ چشم تصور حیرانی سے اس پاکباز انسان کو دیکھتی ہے۔

اسی لئے حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا تھا کہ مولوی صاحب ہماری ایسی اطاعت کرتے ہیں جیسے نبض کی حرکت دل کی پیروی کرتی ہے۔ کیسا خوبصورت بیان ہے۔

آپ کی زندگی توکل علی اللہ کے مظاہر سے بھری پڑی ہے۔ ایک شخص ایسا آتا ہے جو آپ کو اپنی امانت رکھوا گیا ہے۔ اپنی رقم کا تقاضہ کرتا ہے۔ آپ کے پاس فوری طور پر رقم موجود نہیں۔ آپ ہر گز ماتھے پر شکن بھی نہیں لاتے۔ فرماتے ہیں بیٹھ جاؤ۔ رقم بھی معمولی نہیں۔ دو سو روپے کا معاملہ ہے۔ (آج سے قریباً سو سال پہلے کے دو سو روپے یعنی آج کے حساب میں کوئی بیس ہزار روپے کے قریب) فرماتے ہیں بیٹھو۔ وہ شخص بیٹھ جاتا ہے۔ چند منٹوں کے اندر امیر کبیر مریض آنے شروع ہوجاتے ہیں۔ عرصہ دراز سے بیمار ہیں۔ کہیں سے شفا نہیں ہوتی۔ حضور کی طبابت کی شہرت سن کر سینکڑوں میل دور سے آئے ہیں۔ آپ مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ امیر کبیر مریض چشم زدن میں پیسوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ آپ نظر اٹھا کر روپے بغیر گنے سائل کو دے دیتے ہیں۔ وہ گنتا ہے پورے دو سو ہیں۔ وہ سلام کر کے چلا جاتا ہے اور آپ اپنے مولا کی محبت کی حمد کرتے ہوئے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرت خلیفہ اول کی زندگی کے بے شمار گوشے ہیں۔ ہر گوشہ ایسا ہے کہ نظر اٹھاؤ تو اللہ کی محبت کے نور کی ایسی روشنی چمکتی دکھائی دیتی ہے کہ نظریں چندھیا جاتی ہیں۔

سخت کام

دنیا میں کوئی بھی کامیابی حاصل کرنی ہو تو سخت محنت کے بغیر ممکن نہیں۔ ذہانت بے شک خداداد

چیز ہے مگر سخت محنت تو اپنے اختیار کی بات ہے۔ حضرت کی سخت محنت ملاحظہ کریں۔ صرف تین حوالے پیش کرتا ہوں۔ ایک دفعہ خطبہ میں خود فرمایا:

"مجھے دن میں پانچ وقت وعظ کرنا پڑتا ہے"

اس پر ایڈیٹر اخبار بدر نے یہ نوٹ دیا:

حضرت خلیفہ المسیح تین درس صبح عورتوں کو دیتے ہیں ایک درس دوپہر کو۔ پھر حدیث کا درس ہوتا ہے اور پھر بعد عصر قرآن شریف کا درس ہوتا ہے"۔ (بدر 21 اکتوبر 1909ء)

اس وقت آپ کی عمر 69 سال تھی۔

اوپر میں نے ایک معزز غیر احمدی دوست کا حوالہ دیا ہے۔ انہی کا ایک اور اقتباس پیش ہے:

"مجھے زیادہ تر حیرت اس بات کی ہوئی کہ ایک اسی سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لے کر شام تک جس طرح لگاتار سارا دن کام کرتا رہتا ہے وہ متحدہ طور پر آج کل کے تندرست وقوی

ہیکل دو تین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے"۔ (بدر 13 مارچ 1913ء)

غیر احمدی دوست نے آپ کی عمر کا اندازہ 80 سال کے لگ بھگ لگایا ہے تاہم اس وقت آپ کی عمر 73 سال تھی۔

اور اب ملاحظہ ہو اکتوبر 1908ء کا ایک واقعہ، اس وقت آپ کی عمر 68 سال تھی۔ بدر اخبار ہی کا ایک حوالہ، ایک دلکش تحریر ملاحظہ ہو:

"حضرت.........ایدہ اللہ رب العالمین بیسویں تاریخ رمضان سے (بیت) مبارک میں اعتکاف بیٹھ گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ کان رسالت کا چمکتا ہوا ہیرا سید محمود بھی معتکف ہے۔ مولانا کی فیض رساں طبیعت اس خلوت میں جلوت کا رنگ دکھا رہی ہے۔ قرآن مجید سنانا شروع کیا ہے۔ صبح سے ظہر کی اذان تک اور پھر بعد از ظہر عصر تک اور عصر سے شام تک اور پھر عشاء کی نماز کے بعد تک۔ تین پارے ختم کرتے ہیں۔ مشکل مقامات کی تفسیر فرما دیتے ہیں۔ سوالوں کے جواب بھی دیتے جاتے ہیں۔ یہ نہ تھکنے والا دماغ خاص موہبت الٰہی ہے"۔ (بدر 22 اکتوبر 1908ء)

غور کریں ایک دن میں صبح سے شام تک تین پاروں کا درس، صرف تلاوت نہیں، صرف ترجمہ بھی نہیں بلکہ تفسیر کے ساتھ ساتھ صبح سے جو درس شروع ہوتا ہے تو عشاء تک چلتا ہے۔ یہ سخت محنت آئمہ جماعت احمدیہ ہی کا امتیاز ہے۔

اور اب آیئے سیرت پاک میں سے اعلیٰ اخلاق کے چند گوشے.....

مگر آگے بڑھنے سے بیشتر ایک پرلذت تذکرہ حضرت خلیفہ اول کے عشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی بیان فرماتے ہیں:

"ایک روز میں آپ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھا کہ آپ ایک ہلکے گلابی رنگ کے پھول کو کبھی بوسہ دیتے اور پھر اسے اپنی آنکھ پر رکھتے ہیں اور بار بار ایسا کرتے ہیں۔ کچھ دیر بعد فرمایا کہ مجھے حضرت نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آرہی تھی۔ حضور کے رخسار مبارک بھی ایسے ہی گلابی رنگ کے تھے"۔

یہ عشق کی باتیں ہیں۔ یہ محبت کے جلوے ہیں۔ اس واقعہ کی لذت کوئی دل والا ہی جان سکتا ہے۔

بیوی سے حسن سلوک

آپ کی زندگی کے اخلاقی پہلو میں سے بیوی سے حسن سلوک ایک نمایاں خلق ہے۔ فرمایا کرتے تھے میں نے آج تک کسی بیوی کا کوئی صندوق ایک مرتبہ بھی کھول کر نہیں دیکھا۔ آپ نصیحت فرماتے تھے کہ جب سفر سے آؤ تو بیوی کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لے جاؤ۔ آپ بیوی بچوں کو علیحدہ رکھنے کو بہت ناپسند فرماتے تھے اور اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود...... کے اسوہ حسنہ کے خلاف قرار دیتے تھے۔

ایک روایت ہے کہ آپ جب کشمیر کی ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو کسی امیر نے آپ کو ایک تھیلی جس میں ہزاروں روپے تھے بطور نذرانہ دی جو آپ کی اہلیہ نے ایک ٹرنک میں رکھ دی۔ بھیرہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ تھیلی والا ٹرنک تانگہ ہی میں رہ گیا ہے۔ گھر والوں نے طبعاً بہت افسوس کا اظہار کیا مگر آپ نے زندگی بھر اس کی طرف اشارہ تک نہیں فرمایا۔

بچوں سے محبت و شفقت

بچوں کو ہمیشہ نصائح فرماتے اور ان کی تربیت کی طرف خاص توجہ رکھتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ بچوں کو بھی نصیحت آموز فقرے یاد کرا دیا کرتے تھے کہ ہم یہ کریں گے یہ نہیں کریں گے۔

ایک غیر احمدی دوست مفتی عبدالرؤوف صاحب بچپن میں دوا لینے کے لئے آپ کے مطب میں گئے اور دوا کے لئے بایاں ہاتھ آگے بڑھایا مگر آپ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے لو۔

ایک دفعہ آپ کے صاحبزادے عبدالحیٔ کو کسی چھابڑی والے نے اس کی چند چیزیں خراب کر دینے پر جھڑکا۔ حضرت خلیفہ اول نے اسے کئی گنا قیمت ادا فرمائی اور فرمایا کہ بچوں کو جھڑکنا نہیں چاہیئے۔ اس سے ان کے ابھرنے والے جذبات دب جاتے ہیں۔ آپ نے ہدایت دے رکھی تھی کہ بچوں کو سکولوں میں پیٹا نہ جائے۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادہ میاں عبدالحیٔ نے آپ کا موتیوں کا سرمہ کھیلتے ہوئے گرا دیا۔ کسی نے کہا کہ کتنا قیمتی سرمہ تھا۔ آپ نے فرمایا "عبدالحیٔ کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے"۔

آپ کے بعض صاحبزادے درس سے پہلے (بیت الذکر) میں آجاتے اور جب آپ تشریف لاتے تو یہ پیچھے سے آکر کندھوں پر چڑھ کر پاؤں آگے لٹکا لیتے۔ آپ ان کو خوش کرنے کے لئے ہاتھوں کے

بل اور زیادہ جھک جاتے"۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 581۔582)

آپ فرماتے تھے مجھے دیندار اولاد چاہیئے۔ جو دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا میرے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (الحکم 10 جنوری 1899ء صفحہ نمبر 9 کالم نمبر 2)

غیر معمولی استقامت

کامیاب آدمیوں کی زندگیوں میں ایک نمایاں مشترک وصف اپنے مقصد کے لئے ان کی غیر معمولی استقامت ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے الاستقامت فوق الکرامت یعنی استقامت دکھانا کرامت دکھانے سے بھی بڑھ کر ہے۔

اس باب میں حضرت خلیفہ اول کا نمونہ بھی غیر معمولی تھا۔ حضرت خلیفہ المسیح الاول کے قیام جموں کا واقعہ ہے کہ کشمیر میں مہاراجہ امر سنگھ صاحب حکومت کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول ان کے ہاں شاہی طبیب تھے۔ آپ کی خدمت خلق کا دائرہ ساری عمر ہی بڑا وسیع رہا ہے۔ یہاں بھی ہوتا کہ امیدوار اپنی عرضیاں آپ کو دے جاتے کہ مہاراجہ سے سفارش کر کے منظور کرادیں۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ یکے بعد دیگرے آٹھ امیدوار اپنی سفارش کی غرض سے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان میں سے کسی کی دلشکنی نہ کی بلکہ ہر ایک سے یہی فرمایا کہ میں تمہاری عرضی رکھ لیتا ہوں۔ صبح مہاراجہ کے ہاں پیش کر کے تمہیں اطلاع دوں گا۔ دوسرے روز حسب معمول آپ دربار میں گئے اور اچھا موقع پا کر ایک عرضی مہاراجہ صاحب کی خدمت میں پیش کردی مگر مہاراجہ صاحب نے نامنظور کردی۔ آپ نے دوسری پیش کردی وہ بھی قبولیت کا درجہ حاصل نہ کرسکی حتیٰ کہ آپ نے یکے بعد دیگرے سات عرضیاں پیش کیں اور ساتوں کا یہی حشر ہوا لیکن آپ بالکل مایوس نہ ہوئے بلاخر آٹھویں بھی پیش کردی۔ مہاراجہ صاحب آپ کی اس غیر معمولی استقامت اور مستقل مزاجی سے حیران رہ گئے اور آپ سے اس طرح مخاطب ہوئے "مولوی صاحب! ایسا کوئی شخص میری نظر سے آج تک نہیں گزرا جسے سات بار ناکامی ہوئی ہو اور اس نے اپنا قدم ذرہ بھر بھی پیچھے نہ کیا ہو"۔ مگر آپ کو اپنی تعریف سننا بھی گوارا نہیں تھا اور مہاراجہ صاحب کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ چونکہ میں عرائض کنندگان سے وعدہ کرچکا تھا کہ تمہاری عرضیوں کو ضرور مہاراجہ کے حضور پیش کروں گا اس لئے اس فریضہ کو ادا کیا ہے۔ مہاراجہ صاحب اس جواب سے اور زیادہ محظوظ ہوئے اور آٹھوں عرضیوں کو منظور کرلیا۔ (الفضل 30 اکتوبر 1923ء صفحہ نمبر 9 کالم نمبر 3)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ایک نوٹ

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں اپنی

جماعت کے ایک بہت ہی محترم پیارے اور چوٹی کے بزرگ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ایک نوٹ پیش کرتا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب امامت ثانیہ کے طویل دور میں عملاً حضرت مصلح موعود کے دست راست بنے رہے۔ بے شمار کتب، مضامین اور تقاریر آپ کی یادگار ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"حضرت خلیفہ اول کا پایہ حقیقتاً نہایت بلند تھا اور جماعت احمدیہ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ اسے حضرت مسیح موعود... کے بعد جب کہ ابھی جماعت میں کوئی دوسرا شخص اس بوجھ کے اٹھانے کا اہل نظر نہیں آتا تھا ایسے قابل اور عالم اور خدا ترس شخص کی قیادت نصیب ہوئی۔ حضرت خلیفہ اول کو علمی کتب کے جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ زر کثیر خرچ کر کے ہزاروں کتب کا ذخیرہ جمع کیا اور ایک نہایت قیمتی لائبریری اپنے پیچھے چھوڑی۔ مگر آپ کا سب سے نمایاں وصف قرآن شریف کی محبت تھی جو حقیقتہً عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ خاکسار نے بے شمار دفعہ دیکھا قرآن شریف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپ کے اندر ایک عاشقانہ ولولہ کی سی کیفیت پیدا ہوجاتی تھی۔ آپ نے عوائل زمانہ سے ہی قرآن شریف کا درس دینا شروع کردیا تھا جسے اپنی امامت کے زمانہ میں بھی جاری رکھا اور آخر تک جب تک کہ بیماری نے بالکل ہی نڈھال نہیں کردیا اسے نبھایا۔ طبیعت نہایت سادہ اور بے تکلف اور انداز بیان بہت دلکش تھا اور گو آپ کی تقریر میں فصیحانہ گرج نہیں تھی مگر ہر لفظ اثر میں ڈوبا ہوا نکلتا تھا......

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت مسیح موعود...... مجھے ارشاد فرمائیں کہ اپنی لڑکی کسی چوہڑے کے ساتھ بیاہ دو تو بخدا مجھے ایک سیکنڈ کے لئے بھی تامل نہ ہو۔ یقیناً ایسا پاک جوہر دنیا میں کم پیدا ہوتا ہے"۔ (سلسلہ احمدیہ صفحہ 323۔325)

وہ اپنے شہر میں تھے جب

ادھورے درد کے رشتے مکمل ہو ہی جائیں گے
جو شب بھر جاگتے ہیں آخر شب سو ہی جائیں گے

میں اکثر سوچتی ہوں بزم کی رونق کے رکھوالے
کسی دن بزم کی رونق میں شاید کھو ہی جائیں گے

میں اک اک بوند پانی کو ترستی ہوں مرے دشمن
مرے حصے کا پانی لے کے دامن دھو ہی جائیں گے

جنہیں صحن چمن سے پھول چننے کی اجازت تھی
کبھی میں نے نہ سمجھا تھا وہ کانٹے بو ہی جائیں گے

چھڑکتے ہیں نمک زخموں پہ جو جی بھر کے ہنستے ہیں
مری حالت پہ دو آنسو کسی دن رو ہی جائیں گے

وہ اپنے شہر میں تھے جب تو ہم اکثر ہی جاتے تھے
دیار غیر میں بلوائیں گے جب تو ہی جائیں گے

بہت مجمع ہے میرے گرد کتنے دوست ہیں عظمت
جنہیں جانا ہے میرے ساتھ آخر وہ ہی جائیں گے

(محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ)

حضرت خلیفتہ المسیح الثالث کی شاندار علمی خدمات

(مکرم محمود مجیب صاحب اصغر۔ صدر شمالی ربوہ)

حضرت خلیفہ المسیح الثالث کو اپنے عہد میں شاندار علمی خدمات کی توفیق ملی جن میں تعلیم القرآن، خدمت قرآن، اشاعت قرآن، حضرت مسیح موعود..... کے چیلنجز کی تجدید، مغربی افریقہ میں سکولوں اور کالجوں کے نظام میں وسعت، فضل عمر فاؤنڈیشن کے تحت تصانیف کتب کے انعامی مقابلہ جات، تعلیمی منصوبے اور وظائف، ہونہار اور اول دوم سوم آنے والے احمدی طلباء کو سونے اور چاندی کے تمغہ جات، خلافت لائبریری کا قیام، بچوں کے لئے چھوٹی چھوٹی کتب لکھوانے اور شائع کرنے کا منصوبہ، احمدیہ بک ڈپو کا قیام، احمدی طلباء، احمدی ڈاکٹروں اور احمدی انجنیئروں کی عالمی مجالس کا قیام، جلسہ سالانہ پر ترجمانی کا نظام، کسر صلیب کانفرنس، غیر ملکی سفروں کے دوران علم و معرفت سے لبریز پریس کانفرنسز، ۱۹۷۴ء کے ابتلاء کے دوران پاکستان کی قومی اسمبلی میں حضرت مسیح موعود..... کے علم کلام کی ترجمانی، صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے میں بانی جماعت احمدیہ کے مقام اور مقاصد کا تعین وغیرہ بطور خاص شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حضور نے مختلف خطبات اور تقاریر اور مجالس عرفان میں بے شمار موضوعات پر علم و معرفت کے دریا بہائے اور ان تمام علوم و معارف کی بنیاد قرآن کریم، احادیث نبویہ اور کتب حضرت مسیح موعود..... پر رکھی۔ قرآن آیات کی نئی تفاسیر، صفات باری تعالیٰ، مقام محمدیت، قرآن عظیم، بعثت مسیح موعود، خلافت و مجددیت، پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق، نظام جماعت، جہاد کی قسمیں، اسلام کے اقتصادی نظام کے اصول اور فلسفہ، تعمیر بیت اللہ کے تئیس عظیم الشان مقاصد، علم الاغذیہ، بعض نئے علوم جیسے سائنس آف چانسز اور سائنس آف اینگلز کی دریافت کرنا چند ایسے موضاعات ہیں جن پر آپ نے خاطر خواہ علمی روشنی ڈالی۔ مزید برآں علم تعبیرات میں غیر معمولی دلچسپی اور زراعت اور علم ہیئت میں آپ کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ غیر ملکی زبانیں سیکھنے اور فقہ احمدیہ کی تدوین بھی آپ کے علمی کارناموں کا حصہ ہیں۔ آپ کے علم کلام میں سے بعض منتخب موضوعات پر تحریروں کے کچھ نمونے پیش خدمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ

"پس ہر نعمت جو ہمیں ملتی ہے، ہر برکت جو ہمیں حاصل ہوتی ہے، ہر رحمت جس کے ہم وارث ہوتے

اپنی ذاتی کوئی خوبی نہیں۔ یہ سورج جو اس وقت طلوع ہے یہ روشنی بھی دے رہا ہے اور گرمی بھی پہنچا رہا ہے لیکن اس سورج میں ذاتی طور پر نہ گرمی ہے اور نہ روشنی ہے یہ تو خدا تعالیٰ کی روشنی کا ایک انعکاس اور خدا تعالیٰ جو اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے اس کے پیار کی گرمی کا ایک جلوہ ہے جو سورج کے ذریعہ ہمیں مل رہا ہے۔ یہ اللہ ہے جو اسلام ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ اللہ ہے جس پر ہر احمدی کو ایمان لانا چاہیئے"۔ (افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۰ء)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"حضرت آدم سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے دیگر بزرگ بندوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے جلوے دیکھے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق مقام توحید کے عرفان کو اور مقام عبودیت کو حاصل کیا مگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا جو عظیم جلوہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقدر تھا وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ اس جلوہ کی ایک جھلک تھی جو موسیٰ (علیہ السلام) نے دیکھی اور وہ بھی جبل طور کی وساطت سے مگر طور کا پتھر دل پاش پاش ہوگیا اور موسیٰ اس جلوہ کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہوگئے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا یہی جلوہ اپنی پوری شان کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا تو اس نے آپ کو پوری طرح اپنے احاطہ میں لے لیا۔ تب ہم نے دیکھا کہ ہمارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عبودیت تامّہ و کاملہ کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ یوں تو ہر نبی نے ہی خدا تعالیٰ کی توحید کا نعرہ بلند کیا اور اپنی عبودیت کا اظہار کیا لیکن جس شان، جس اہتمام اور جس تاکید کے ساتھ آپ نے اپنی عبودیت کا اعلان کیا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی"۔ (خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء)

قرآن عظیم

"قرآن بہت عظیم کتاب ہے۔ یہ رب المسلمین یا رب الانسان کی طرف سے نازل نہیں ہوا بلکہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ عالمین کی بھلائی اس پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے روئے زمین کے تمام انسانوں کو اس کی لازوال اور بے مثال تعلیم سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور اس کی ذمہ داری میرے اور تمہارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ قرآن پڑھو۔ قرآن سیکھو اور قرآن پر عمل پیرا ہو اور قرآن پر عمل پیرا ہو کر یورپ کو علمی میدان میں بھی شکست دو تا وہ بھی اسلام قبول کریں اور قرآنی تعلیم

احمدیت

احمدیت نام ہے صداقت کا، (دین حق) کا
احمدیت نام ہے عجزوانکساری کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا
احمدیت نام ہے مخلوق خدا کی ہمدردی اور غمخواری کرنے کا
احمدیت نام ہے خداتعالیٰ کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنے کا
احمدیت نام ہے رضاء الہی کی جستجو کا
احمدیت نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل بننے کی کوشش کرنے کا
احمدیت نام ہے مسیح موعود...... کی شکل اختیار کرنے کا (خطاب خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء)

حقیقت جہاد

"جہاد کے معنی لغت میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا ہے اور اسلامی اصطلاح میں جہاد کے معنی ہیں نفس امارہ، شیطان اور دشمن آزادی مذہب کے خلاف تمام طاقتوں کو لگانا۔ (دین حق) میں جہاد نفس سے شروع ہوتا ہے اور شیطان پر ختم ہوتا ہے۔ شیطان کے خلاف جہاد کرنے کے دوران میں بعض ایسی صورتیں پیدا ہوجاتی ہیں کہ مجبوراً تلوار چلانا پڑتی ہے اور اس لئے چلانا پڑتی ہے کہ مکمل مذہبی آزادی کو دنیا میں قائم کیا جائے تاکہ جو شخص بھی مسلمان ہو وہ صرف اس لئے مسلمان ہو کہ (دین حق) کی حقانیت اس پر کھل گئی ہے نہ اس لئے کہ (دین حق) کا نام زبان پر لائے بغیر اسے چارہ نہیں"۔ (حقیقت جہاد از ریویو آف ریلیجنز اپریل ۱۹۳۹ء)

زبان کا استعمال

"فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ اتنی ہی بات کرو جتنی کہ ضرورت ہے۔ ایک بول سے مقصد حل ہوتا ہو تو دو بول نہ بولو۔ ارشاد نبوی ہے کہ بڑا مبارک ہے وہ جس نے قوت گویائی کی بہتات کو (ذکر الہی کے لئے) محفوظ رکھا مگر اپنے مال کی کثرت میں سے خدا کی راہ میں بے (دھڑک خرچ) کیا"۔ (ماہنامہ انصار اللہ نومبر، دسمبر ۱۹۶۰ء)

انسانی قویٰ کی نشوونما

"قرآن کریم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اصولی طور پر ہمیں چار قسم کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں۔

۱۔ جسمانی۔ ۲۔ ذہنی۔ ۳۔ اخلاقی۔ ۴۔ روحانی

(دین حق) ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہر قسم کی قوت کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرنی ضروری ہے اور ان چاروں قسموں میں سے کسی قسم کی قوت اور صلاحیت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں"۔

(خطبہ جمعہ ۴ فروری ۱۹۷۲ء)

انسانی عقل

"ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ محض عقل خطا سے بہرحال خالی نہیں خطا بھی اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور جب خطا ہے تو صحیح کام کرنے کے لئے کوئی ذریعہ ہونا چاہیئے اور چونکہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کے زوجین پیدا کئے ہیں اس لئے عقل کا بھی ایک اور ساتھی ہے۔ جب یہ دونوں مل جاتے ہیں یعنی نور آسمانی عقل کے ساتھ ملتا ہے تو پھر عقل صحیح راستوں پر کام کرتی ہے اور صحیح نتائج پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سمجھ عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کے صحیح نتائج نکالنے کے سامان عطا کرے"۔ (خطبہ جمعہ ۱۵ جولائی ۱۹۷۷ء)

علوم جدیدہ اور زبانیں

"آج ساری دنیا میں تم ہی اس مدینۃ العلم کے مکین ہو۔ تم میں سے ہر ایک کو اور بحیثیت مجموعی پوری جماعت کو اس رنگ میں علوم حاصل کرنے اور معرفت میں اس حد تک ترقی کرنی چاہیئے کہ تم فلسفہ اور سائنس کی رو سے (دین حق) پر اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کر سکو

دنیا میں سو سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہر زبان، زبان حال سے جماعت احمدیہ کو کہہ رہی ہے ہمیں اس زبان کا مبلغ دو۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ ہمارے نوجوان علوم اور زبانیں سیکھنے کی طرف متوجہ ہوں اور ان میں کمال حاصل کریں۔ ہر میدان میں آگے بڑھے ہوئے ہوں"۔ (خلاصہ خطاب فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۵ء)

دعائیں

"ہمیں اپنی زندگیوں کے آخری سانس تک خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اے خدا! ہم نے کچھ کیا یا نہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ اگر ہم سب کچھ بھی کر دیں تب بھی ہمارے اعمال میں بہت سی کمزوریاں ہوں گی اور وہ اس قابل نہیں ہوں گی کہ تو انہیں قبول کرے اس لئے ہم یہ نہیں کہتے کہ تو ہمارے عمل کو قبول کر بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تو اپنے فضل سے ہمیں قبول کر لے اور اپنے قرب اور رضا کی راہیں ہم پر کھول دے تا اس دنیا میں بھی ہم اس تیری جنت کے وارث بنیں اور آنے والی دنیا میں بھی ہم تیری جنت کے وارث بننے والے ہوں"۔ (خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۹ فروری ۱۹۶۶ء)

"دعا تو آج کی دنیا کی اور آج کے زمانہ کی ایک ہی ہے (باقی تو ذیلی دعائیں ہیں) اور وہ یہ ہے کہ ہمارے رب! تو نے۔ (دین حق) کے آخری غلبہ کی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دنیا کے ہر دل میں پیدا ہو جانے کی اور توحید حقیقی کا جھنڈا ہر گھر لہرانے کی جو بشارتیں دی ہیں اے ہمارے پیارے رب کریم! تو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر کہ یہ بشارتیں ہماری زندگیوں ہی میں پوری ہو جائیں تاکہ جب ہم اس دنیا سے رخصت ہوں تو ہمارے دل اس خوشی سے معمور ہوں کہ جو فرض ہمارے کمزور کندھوں پر عاید کیا گیا تھا اس کو ہم نے تیری ہی توفیق سے اے ہمارے مولیٰ! اور تیری رضا کے مطابق ادا کر دیا ہے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

اللھمّ آمین! اللھمّ آمین!! اللھمّ آمین!!!"

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 26 دسمبر 1973ء)

یہ ہیں وہ چند منتخب تحریریں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی عظیم الشان علمی خدمات اور نمایاں اسلوب بیان اور اصطلاحات و تشریحات کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کرتی ہیں ورنہ آپ کو علم کے ساتھ جو محبت تھی اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے ملک ملک پھر کر محبت اور علم کا پرچار کیا اور پسماندہ قوموں کو خاص طور پر علم حاصل کرنے کے لئے ابھارا۔ چنانچہ جب آپ 1980ء میں دنیا کے 26 ملکوں کے دورے پر تشریف لے گئے تو گھانا میں گھانین ٹائمز نے 26 اگست 1980ء کی اشاعت میں لکھا:

"عالمگیر...... احمدیہ تحریک کے سربراہ اعلیٰ حضرت مرزا ناصر احمد نے اعلان کیا ہے کہ ہر بچہ چاہے اس کی حیثیت کچھ ہی کیوں نہ ہو اس کا یہ حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے تاکہ وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اتنی ترقی دے کہ دین حق کو سمجھ سکے"۔ (خالد نومبر، دسمبر 1980ء)

سترہ سال تک آپ علم کے موتی بکھیرتے رہے اور جماعت میں ایک نئی تازگی پیدا ہوئی اور سلسلہ کے کاموں میں اس کے نتیجہ میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفہ ثالث کے درجات بلند فرماتا رہے۔ اللھم آمین

لندن
26:6:1369/1990

پیارے مکرم چوہدری محمد علی صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ہمیشہ کی طرح آپ کا کلام آپ کی اس ذات کا آئینہ دار ہوتا ہے جو سرسری نظر سے دکھائی نہیں دیتی مگر قریب رہ کر گہری نظر کے مطالعہ سے متعارف ہوتی ہے۔ اگر اس کلام کا وسیلہ نہ ہوتا تو آپ مجہول حالت میں اس دنیا سے رخصت ہو جاتے سوائے ان چند لوگوں کے جن میں مَیں بھی شامل ہوں آپ کے حسنِ مستور سے کوئی واقف نہ ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں خالد میں شائع ہونے والی آپ کی نظم بعنوان "ہر گلی کوچے میں اجلاس شبینہ ہوگا" بہت ہی خوبصورت اور خوب سیرت ہے۔ یہ دل پر گہرا اثر کرنے والی نظم ہے۔ اسے پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی خاص طور پر دعا کی تحریک ہوتی ہے اور آپ کے لئے بھی۔ اس کا ہر شعر اپنے رنگ میں ایک دلربائی رکھتا ہے لیکن مقطع ایک نئے زاویۂ نگاہ سے ایک ایسی حقیقت کو دکھانے کا مطلع بن گیا ہے جو اس خوبصورت زاویے سے پہلے کبھی شاید لوگوں کو نہ دکھائی ہو ؎

کشتیٔ نوح میں بیٹھے تو ہو لیکن مضطر
شرط یہ ہے یہیں مرنا یہیں جینا ہوگا۔

وفا اور ثبات قدم کا مضمون خوب باندھا ہے۔ ماشاءاللہ۔ چشم بددور۔ خدا حافظ!

والسلام
خاکسار

خلیفۃ المسیح الرابع

خاک ربوہ اسے سینے سے لگا کر رکھنا

مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب

اب اسی دھن میں بھرے شہر کو جینا ہوگا
تجھ سے ملنے کا بھی کوئی تو قرینہ ہوگا

اشک در اشک تجھے ڈھونڈنے نکلیں گے لوگ
وصل کے شہر میں فرقت کا مہینہ ہوگا

ہجر کی رات ہے رو رو کے گذاریں گے اسے
ہر گلی کوچے میں اجلاس شبینہ ہوگا

صبح تقدیر جدھر چاہے گی لے جائے گی
ہم نہیں ہوں گے مقدر کا سفینہ ہوگا

جم کے رہ جائیں گی عشاق کی نظریں اس پر
تیرے کوچے میں جو امید کا زینہ ہوگا

تیری ہر ایک ادا رستہ دکھائے گی ہمیں
تو نہیں ہوگا ترا دیدہ بینا ہوگا

تجھ سے ملنے کی۔ فقط اس کو اجازت ہوگی
جس کے اندر نہ انا ہوگی نہ کینہ ہوگا

جس کی پلکوں پہ سجے ہوں گے وفا کے موتی
جس کے سینے میں محبت کا خزینہ ہوگا

آنے والے کے گلے لگ کے بلکنے والے
جانے والے نے تیرا چین تو چھینا ہوگا

خاک ربوہ اسے سینے سے لگا کر رکھنا
آبگینوں سے بھی نازک یہ دفینہ ہوگا

پھر وہی ذکر سر وادی سینا ہوگا
وہی ساقی وہی بادہ وہی مینا ہوگا

قربت وصل میں شامل ہے جو زہر فرقت
ہے اگر عشق تو یہ زہر بھی پینا ہوگا

تیری کرنوں کو اب اے عہد کے سچے سورج
ہجر کی رات کا یہ چاک بھی سینا ہوگا

حسن پھر اترا ہے روحوں پہ سکینت بن کر
قافلہ پھر سے رواں سوئے مدینہ ہوگا

یوں چڑھا ہے جو نئے عہد کا سورج بن کر
خاتم یار کا یہ چوتھا نگینہ ہوگا

اس کے دربار میں جاؤں گا خطائیں لے کر
میرے ہمراہ ندامت کا پسینہ ہوگا

کشتی نوح میں بیٹھے تو ہو لیکن مضطر
شرط یہ ہے یہیں مرنا یہیں جینا ہوگا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی یاد میں

مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب

میرا گھر بھی ترا گھر تھا
تو اندر تھا تو باہر تھا
تیرے پیار کا جو منظر تھا
وہ الفاظ سے بالا تر تھا
پلکوں پر جو نور سحر تھا
اس سے اندھیروں کو ڈر تھا
مجھ کو تھا کچھ فکر نہ فاقہ
میرا سر تھا ترا در تھا
تو مرکز تھا میری جاں کا
میری ذات کا تو محور تھا
میں اک بھوکا پیاسا راہی
تو میرا حوض کوثر تھا
تیری یاد میں بہنے والا
ہر آنسو گھر کا زیور تھا
تو محرم تھا میرے غم کا
تو اس عہد کا دیدہ ور تھا
کوتاہ قامت تھا ہر کوئی
تو ہی تھا جو قد آور تھا

سب نے آنسو روک لئے تھے
بستی کو بارش کا ڈر تھا
اپنوں پر موقوف نہیں ہے
تو غیروں کا بھی دلبر تھا
تیرا ہر دعویٰ تھا سچا
تو سچائی کا پیکر تھا
تو نے سب سے پیار کیا تھا
یہ الزام بھی تیرے سر تھا
سینہ لہو لہان تھا تیرا
چہرہ بھی اشکوں سے تر تھا
حشر کا دن تھا گھر کے اندر
باہر بھی روز محشر تھا
خلقت ملنے کو آئی تھی
تو تھا کہ سر گرم سفر تھا
باہر سورج ڈوب رہا تھا
اندر برفانی بستر تھا
تو نے پیار کیا تھا جس سے
وہ بدنام ــــ تیرا مضطر تھا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔ چند ایمان افروز یادیں

(صوبیدار عبد المنان صاحب دہلوی سابق افسر حفاظت خاص)

راقم الحروف کو قریباً سات سال تک حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کے انتہائی قریب رہ کر حضور کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس دوران میں حضور کی شفقت و محبت اور اپنے خدام سے لطف آمیز سلوک کے بڑے ایمان افروز نظارے دیکھنے میں آئے۔ کچھ واقعات سپرد قلم کئے ہیں۔

تقسیم ہند کے وقت جب سٹھیالی گاؤں پر سکھوں نے حملہ کیا تو راقم الحروف مقابلہ کرتا ہوا شدید زخمی ہوا اور سکھوں کے پسپا ہونے کے بعد قادیان واپس آگیا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو علم ہوا تو آپ اسی وقت میرے پاس تشریف لے آئے اور میری حالت دیکھ کر فوراً صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو بلوا کر میری مرہم پٹی کروائی۔

میرا جسم اکڑ چکا تھا یہاں تک کہ ہاتھ ہلانا دشوار تھا۔ مجھے شدید پیاس لگ رہی تھی۔ میں نے پانی مانگا تو حضرت میاں ناصر احمد صاحب نے صراحی سے گلاس بھرا اور پھر میرے پیچھے کھڑے ہو کر گلاس میرے منہ کو لگا کر پانی پلایا۔ اس وقت رات کے ڈیڑھ بجے کا وقت تھا۔ مجھے سخت نیند آرہی تھی۔ میں سات میل پیدل چل کر آیا تھا اور سخت تھکا ہوا تھا۔ قریب ہی حضرت میاں صاحب کا بستر بچھا ہوا تھا۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ صوبیدار صاحب آپ اس پر لیٹ جائیں۔ میں نے ہچکچاتے ہوئے سوال کیا اور آپ؟ فرمانے لگے میری فکر نہ کریں آپ لیٹ جائیں اور مجھے لٹا دیا اور یوں اپنا آرام تج کر ہر ممکن طور پر مجھے آرام پہنچایا۔ جتنے دن تک میرا علاج جاری رہا آپ بذات خود اور بنفس نفیس نگرانی فرماتے رہے۔ آپ کی ذات سے مجھے اتنا آرام و سکون ملا کہ آج تک میرے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ میں آپ کا یہ حسن سلوک کبھی بھلا نہیں سکتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دوست ملاقات کے لئے ربوہ آئے۔ ان کی گود میں پانچ چھ ماہ کا بچہ تھا۔ حضور کھڑے کھڑے ہی ان سے ملاقات فرما رہے تھے اور بچہ بار بار اپنے باپ کی گود سے نکل نکل کر حضور کی طرف جھک رہا تھا کہ کسی صورت بھی حضور کی گود میں چلا جائے۔ جب حضور کی نظر بچے پر پڑی تو حضور نے بچے کو گود میں لے لیا۔ بچے نے حضور کی گود میں جاتے ہی حضور کی ریش مبارک میں ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا اس پر بچے کے والد نے جھپٹ کر بچے کو لینا چاہا۔ حضور نے انہیں روک دیا کہ آپ اسے کرنے دیں جو کچھ وہ کرتا

ہے۔آپ باتیں کریں۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفہ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) بیت مبارک میں نماز پڑھا کر شرقی ڈیوڑھی سے قصر خلافت میں داخل ہونے لگے۔ اس وقت محترم سید داؤد احمد صاحب (مرحوم) پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ آپ کے ہمراہ تھے۔ حضور نے فرمایا داؤد! آپ صوبیدار عبدالمنان کو تین دن کے لئے کمرے میں بند کرکے باہر سے تالہ لگا دیجئے تاکہ یہ تین دن تک سوتے رہیں۔ ان کے خلاف شکایت ہے کہ یہ سوتے نہیں ہیں۔ عاجز نے عرض کیا کہ حضور آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر مگر حضور نے مجھے اس لئے تو افسر حفاظت مقرر نہیں فرمایا کہ میں سوتا رہوں۔ میں یہاں سونے کے لئے نہیں..... جاگنے کے لئے لایا گیا ہوں۔ میری اس جسارت کو حضور نے ازراہ شفقت برداشت فرمایا۔ چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اندر تشریف لے گئے۔

ایک جلسہ سالانہ کا ذکر ہے کہ ایک صاحب جو حلیہ سے زمیندار نظر آتے تھے اپنے بچے کو گود میں لئے ملاقاتیوں کی لائن میں حضور کے قریب کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ والے دوست کا حضور نے ہاتھ پکڑے رکھا اور باتیں کرتے رہے۔ اس دوران میں زمیندار صاحب حضور کی گفتگو سننے میں اتنا محو ہوئے کہ بچہ اپنے باپ کو بار بار جھنجھوڑ کر دریافت کرتا کہ "ابا! اے بابے ہوری کون نیں" یعنی اے میرے ابا مجھے جلدی بتا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ مگر باپ پر ایسا عالم استغراق طاری تھا کہ اس کی توجہ اپنے بیٹے پر مطلقاً نہیں تھی۔ اسی محویت کے عالم میں جب اس کی باری آئی اور وہ مصافحہ کرتا ہوا آگے گزرنے لگا تو پھر اس کے بچے نے شور مچا دیا کہ مجھے بتا کہ "اے بابے ہوری کون نیں؟" اس پر اس کے والد نے بتایا کہ یہ حضرت صاحب ہیں۔ یہ سن کر بچے نے اپنے والد پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کہا "توں پہلے کیوں نہیں دسیا کہ اے حضرت صاحب نیں"۔ کہ آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ یہ ہمارے حضرت صاحب ہیں۔

بچے کی گفتگو سن کر حضور نے بچے کے والد کو واپس بلایا۔ بچے کو اپنے قریب کرتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا اور اس کے سر اور چہرے پر دست شفقت پھیرا۔ بچہ خوش ہو گیا اور ہنستا ہوا یہی کہتا چلا جاتا تھا کہ "توں پہلے کیوں نہیں دسیا کہ اے ساڈے حضرت صاحب ہیں۔

حالانکہ وہاں حضور کے قرب میں اور بھی بہت سے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے مگر ان سب میں بچے کی نظر حضور پر جم کر رہ گئی کہ اتنا خوبصورت اور پرکشش چہرہ! ہو نہ ہو یہ کوئی بالا ہستی ہو سکتی ہے جس کا علم اسے ضرور ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ ہے کہ روحانی لوگوں کے چہرے میں وہ ایک خاص روحانی کشش اور حسن پیدا کر دیتا ہے جس سے سلیم الطبع لوگ خواہ وہ بچے ہی ہوں اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

ایک دن حضرت خلیفہ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) فرمانے لگے کہ میرا معمول ہے کہ نماز فجر کے بعد قرآن پاک کے ایک سپارہ کی تلاوت ضرور کرتا ہوں۔ مجھے حضور کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ حضور تمام دن جماعت کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ جماعت کے آئے ہوئے خطوط پڑھنا اور ان کا جواب دینا روزانہ کا معمول، تھا۔ پانچوں نمازیں پڑھانا، شادی بیاہ کی تقریبات میں شمولیت کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے احباب سے ملاقاتیں کرنا، ان ملاقاتوں کا سلسلہ بعض دفعہ تو اتنا طول پکڑتا کہ ظہر کے بعد بھی اور کبھی عصر کے بعد تک جاری رہتا۔ بعض دفعہ مغرب و عشاء کے بعد سے شروع ہو کر رات کے بارہ بجے تک یہ سلسلہ ملاقات جاری رہتا۔ اس کے باوجود آپ نے ملاقات کے لئے آنے والوں کو کبھی محسوس تک نہیں ہونے دیا کہ اب ان کے آنے سے آپ کو بے آرامی ہو رہی ہے۔ یہ تمام وقت مسکراتے ہوئے گزار دیتے۔ میں جو ملاقات کے وقت موجود ہوتا تھا مجھے اپنی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہونے کی وجہ سے اس تمام عرصہ ملاقات کے دوران میں بڑا چاق و چوبند کھڑا رہنا پڑتا جس کی وجہ سے بعض دفعہ اتنی تھکاوٹ ہو جاتی کہ میرے پیر بالکل جواب دے جاتے تھے..... کبھی ایک پاؤں اٹھاتا تو کبھی دوسرا اور یوں بار بار اپنے خدا کو پکار پکار کر کہتا..... کہ اے اللہ میری طاقت ختم ہو رہی ہے اور کبھی اپنے دل کو تسلی دیتا اور طبیعت کو ہشاش بشاش رکھنے کی کوشش کرتا اور دل کو سمجھاتا کہ حضور بھی تو انسان ہیں صرف تو ہی نہیں۔ اگر حضور اتنا بوجھ اٹھا رہے ہیں تو تجھے بھی اپنے آرام کو تج دینا چاہیئے لہٰذا میں نے اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتے ہوئے اپنے اوپر اتنا وزن اٹھانے کی کوشش جاری رکھی جس کے نتیجے میں میری کمر جواب دے گئی اور میں چارپائی پر گر گیا۔

میرے مقابلہ میں حضور جن کی عمر مجھ سے سات برس زیادہ تھی میرے چارپائی پر لیٹنے کے بعد بارہ سال تک یہ جان توڑ ذمہ واریاں ادا کرنے میں مصروف رہے۔ پھر اچانک ہمیں روتا ہوا چھوڑ کر ہم سے رخصت ہو گئے۔

پیارے آقا کا محبت بھرا اسلام

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کو عید مبارک اور محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث..... نے فرمایا

O۔ "دعا، تقویٰ، تزکیہ نفس۔ اس کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہوسکتے"۔ (الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۶۵ء)

O۔ "میرے دل میں ایک ہی تڑپ ہے اور ایک ہی خواہش ہے کہ آپ اپنے دل کی کھڑکیاں اپنے رب کی طرف کھولیں"۔ (الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

O۔ "ضرورت اور احتیاج کے وقت اس کی طرف رجوع کریں اور صرف اسی پر توکل کریں۔ ہمارا خدا زندہ خدا ہے اور بڑی طاقتوں والا ہے۔ اگر آپ کے دل اس نہج پر نشوونما پانے لگیں تو پھر ساری دنیا آپ کے قدموں پر آگرے گی"۔ (الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

"ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے۔ علم اور معرفت کا کوئی دقیقہ نہیں جو دعا کے بغیر ظہور پذیر ہوسکے"۔ (الفضل ۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء)

O۔ "جو شخص جتنا جتنا استغفار کو اپنا شعار بناتا چلا جائے اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور شیطانی حملوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود...... نے کیا ہی پیارا فقرہ فرمایا ہے کہ "خواہش استغفار فخر انسان ہے"۔ (الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء)

O۔ "ہر فرد واحد کو جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتا ہے پوری توجہ کے ساتھ اور پوری کوشش کے ساتھ اور پوری ہمت کے ساتھ تکبر اور خود بینی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔ (الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء)

O۔ "کام چھوٹا ہو یا بڑا ہمیں اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے دعا میں اپنا وقت گذارنا چاہیئے۔ اس پر نہ کوئی پیسہ خرچ آتا ہے اور نہ کوئی تکلیف تمہیں اٹھانا پڑتی ہے۔ نہ کوئی صعوبت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ مفت کا سودا ہے۔ آسان راہ ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے کھولی ہے۔ اگر ہم اس آسان راہ سے بھی فائدہ نہ اٹھائیں تو ہمارے جیسا بدبخت کوئی نہیں ہوگا"۔ (الفضل ۱۱ فروری ۱۹۶۸ء)

O۔ "میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح، تحمید اور درود پڑھنے والی بن جائے"۔ (الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء)

"عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے حمد و ثنا کے ترانے گاتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ خدا کے فرشتے تمہارے ساتھ ہوں گے۔ خدا کے فرشتے آسمانوں سے تمہاری مدد کو اتریں گے اور تم اپنی زندگی کا مقصد اپنی زندگی میں ہی پورا ہوتے دیکھ لو گے۔ انشاء اللہ"۔ (الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

O۔ "خدا کے لئے میری مانو اور اس کے دامن سے چمٹ جاؤ اور اسے بالکل نہ چھوڑو اور کامل توکل اس پہ کرو۔ وہ کبھی ایسے آدمی سے بے وفائی نہیں کرے گا۔ بے وفا انسان ہی بن جاتا ہے خدا بے وفائی نہیں کرتا"۔ (الفضل

۱۱ اپریل ۱۹۸۲ء)

o۔ "اگر دین کے معاملہ میں دنیا کی ملاوٹ نہ ہو اور فی الواقع ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں تو ہمارا اتحاد، ہمارا اتفاق، ہماری یکجہتی اور ایثار و قربانی میں ہماری یک رنگی اور خدا تعالیٰ اور اس کے منشاء کے مطابق ہم سب کا ایک ہوجانا ناممکن نہیں رہتا"۔ (الفضل ۱۲ دسمبر ۱۹۶۵ء)

o۔ "آئندہ پچیس تیس سال جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ہی اہم ہیں کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے"۔ (الفضل ۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

o۔ "نیک اعمال کو بجالانے کے بعد ہی انسان اللہ کی رضا کو حاصل کرسکتا ہے"۔ (الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۶۶ء)

o۔ "اگر اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہو گے تو اس کی رضا تمہیں مل جائے گی"۔ (الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۶۷ء)

o۔ "ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کے دلوں میں بھی اس احساس کو زندہ کریں اور زندہ رکھیں کہ عظیم فتوحات کے دروازے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کھول رکھے ہیں۔ اور ان کے دروازوں میں داخل ہونے کے لئے عظیم قربانیاں انہیں دینی پڑیں گی"۔ (الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۶۷ء)

o۔ "جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے جس کا سیاست سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے"۔ (الفضل ۱۸ فروری ۱۹۶۹ء)

o۔ "ہم احمدی عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے والے ہیں اور ہمارے دلوں میں کبھی تکبر اور فخر کے جذبات پیدا نہیں ہوتے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات میسر آتے ہیں اور وہ بے حد و شمار ہیں۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری کسی خوبی کے نتیجہ میں ہمیں خدا کی طرف سے نہیں ملے بلکہ یہ محض اس کا فضل ہے کہ اس نے اپنے ان انعامات سے ہمیں نوازا ہے"۔ (الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء)

o۔ "جماعت احمدیہ کی ایک صفت اور اس کے مزاج کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ قانون شکنی نہیں کرتی۔ اور نیکی کے کاموں میں اور قوم کے مفاد کے لئے جو منصوبے بنائے جاتے ہیں ان میں حاکم وقت کے ساتھ پورا تعاون کرتی ہے"۔ (الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء)

"میں چاہتا ہوں کہ ہر احمدی مرد اور احمدی عورت دنیا کا رہبر بننے کی اہلیت پیدا کرلے"۔ (الفضل ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۷ء)

o۔ "کسی سے دشمنی نہ کرو۔ کسی کی بدخواہی نہ چاہو۔ کسی کا غصہ تمہارے دلوں میں جگہ نہ پائے۔ کسی کے خلاف ایک لفظ بھی زبانوں سے نہ نکلے"۔ (الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء)

o۔ "خدام الاحمدیہ کو عجز و انکسار، تذلل اور تواضع کا نمونہ ہونا چاہیئے"۔ (الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۶۶ء)

(مرتبہ: محمد محمود طاہر۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر 7)

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

HOW THE WEST WAS WON کا اردو تلخیص و ترجمہ۔ (پروفیسر راجہ نصر اللہ خان صاحب)

تھوڑی دیر بعد لائنس نے پھر آنکھ کھولی "سارجنٹ! وہ پہاڑی؟ سارجنٹ تمہیں پہاڑی پر ہر حالت میں قبضہ کرنا چاہیئے"۔ "جناب میں تعمیل کروں گا"۔ یہ کہتے ہوئے کیلی یکدم اٹھا اور اپنے جوانوں کو پکارنے لگا۔ جس مقام پر لائنس بے حال پڑا تھا وہاں سے دو سو گز سے بھی کم فاصلے پر سارجنٹ کیلی میدان میں ڈٹا ہوا تھا۔ اس نے اس اہم پہاڑی پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے سپاہیوں نے اپنے بچاؤ کے لئے چھوٹے چھوٹے مورچے کھود لئے تھے۔ اس کے باوجود سارجنٹ کیلی بہت متفکر تھا اس لئے کہ کمان کی ذمہ داری سے بڑھ کر کوئی ذمہ داری نہیں ہو سکتی۔

انتہائے قرب اور دوریاں

شلوہ کے کمرہ اجلاس میں کئی سرجن موم بتی اور لالٹین کی روشنی میں کام کر رہے تھے۔ ان کے چاروں طرف زخمی قریب المرگ، اور مردہ سپاہی پڑے تھے...... بالکل بے ترتیبی سے...... فرش پر، چارپائیوں پر اور میزوں کی قطاروں کے درمیان میں بھی۔ کمرے میں آدمیوں کی چیخیں اور کلوروفام کی باس پھیلی ہوئی تھیں۔ سرجن افراتفری میں کام کر رہے تھے۔ کسی کی یہاں جان بچا رہے ہیں تو کسی کو وہاں مرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ کسی ایک کے بازو اور ٹانگ کا علاج کر رہے ہیں تو کسی دوسرے کا بازو یا ٹانگ کاٹ رہے ہیں۔ یہ ساری فضا خون آلود تھی، خوفناک تھی، درد بھری چیخ و پکار اور دبی دبی ہچکیوں سے بھرپور تھی۔ یہاں ایسے ایسے گھائل جوان بھی پڑے تھے جو آئندہ کبھی دیکھ نہ سکیں گے، چل نہ سکیں گے۔

سٹریچر اٹھانے والوں نے لائنس رالنگز کا جسم ایک خون سے لتھڑے ہوئے میز پر ڈال دیا۔ سرجن نے اس کی آنکھ کو کھول کر دیکھا اور اپنا سر ہلا دیا "جوانو تم نے اپنا وقت ضائع کیا ہے"۔ اس پر ان لوگوں نے مردہ جسم کو میز سے نیچے لڑھکا دیا اور وہاں پر ایک اور زخمی کو ڈال دیا۔

رات بھر لالٹینوں والے کارکن میدان جنگ کو کھنگالتے رہے اور مردہ جسموں کو اٹھانے کے ساتھ ساتھ اس تلاش میں بھی رہے کہ شاید کوئی زندہ بھی بچ گیا ہو۔ کچھ لاشیں گھاس پر بکھری پڑی تھیں اور کچھ ملبے کے ڈھیر کی مانند اکٹھی پڑی تھیں۔

جب سب کارکن اپنا کام کر کے چلے گئے تو زخمی زیب رالنگز کو بھی ہوش آگیا اور وہ اپنے بازو کا سہارا لے کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تک وہ گھبرایا گھبرایا اردگرد دیکھتا رہا۔ فضا تاریک اور ٹھنڈی تھی اور اس کا ایک بازو تکلیف میں تھا۔ اس نے ادھر ادھر ٹٹول کر اپنی رائفل ڈھونڈنی چاہی لیکن یہ غائب تھی۔ رستہ میں اس کو اپنی سنگین اور پانی کی بوتل مل گئی۔ زیب ایک درخت کا سہارہ لے کر کھڑا ہو گیا۔ دور اسے لالٹین والے کارکنوں کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر اسے قریب سے ایک درد بھری آواز سنائی دی "پانی پانی، کوئی مجھے پانی پلائے گا؟" زیب گرتا پڑتا اس زخمی کے پاس پہنچا اور گھٹنوں کے بل جھک کر کہنے لگا "یہ لو سپاہی! میرے پاس

زیادہ پانی تو نہیں ہے لیکن جتنا ہے حاضر ہے"۔ زخمی سپاہی اس پانی کو بے صبری کے ساتھ پی گیا اور پانی کی بوتل خالی ہوگئی۔ زخمی سپاہی نے ایک لمبا سانس بھر کر کہا "تمہارا بہت بہت شکریہ!"۔ زیب نے وعدے کے انداز میں کہا "میں کسی شخص کو تمہاری مدد کے لئے بھیجتا ہوں"۔ پھر زیب ایک کھیت کے اس پار پہنچا جہاں چند لوگ ایک بہت بڑی قبر کھود رہے تھے۔ اس نے دو سٹریچر والوں کو ایک مردہ جسم اپنے کندھوں سے اتار کر قبر کے قریب رکھتے دیکھا۔ اس نے انہیں زخمی سپاہی کے متعلق بتایا۔ جونہی وہ اس کے بتائے ہوئے زخمی کی جانب چلے، زیب بھی وہاں سے چل دیا۔ البتہ جاتے جاتے ان کی لالٹینوں کی روشنی قبر کے قریب رکھے جانے والے متوفی کے چہرے پر پڑی لیکن زیب پہلے ہی دوسری جانب مڑ چکا تھا۔ اتنا قریب پہنچ کر بھی وہ یہ نہ دیکھ سکا کہ وہ متوفی اس کا باپ تھا...... لائنس رالنگز!!

یہ فاصلے یہ دوریاں!

زیب کی ترقی

پانی کی خالی بوتل لئے ہوئے زیب رالنگز درختوں کے بیچوں بیچ چل پڑا۔ چلتے چلتے وہ ایک مردہ جسم سے ٹکرایا۔ وہ سنبھلا ہی تھا کہ پاس سے آواز آئی "تم نے یہ پانی چکھا ہے؟" زیب نے جواب دیا "نہیں" "اسے چکھ کر دیکھو"۔ اس پر زیب نے اس تالاب میں سے ایک آزمائشی گھونٹ لیا اور کہا "اس کا ذائقہ عجیب سا ہے"۔ "ایسا ہی لگتا ہے۔ میں نے اسے غروب آفتاب سے پہلے دیکھا تھا یہ گلابی رنگ کا تھا"۔ زیب پانی کے تالاب سے پیچھے ہٹ گیا اور اس نے خالی بوتل کو اپنی پیٹی سے لٹکالیا، اتنے میں وہ شخص اس کے قریب آگیا اور کہنے لگا "کیا تم نے کسی کو موت کے گھاٹ اتارا ہے؟" زیب نے جواب دیا "میرا خیال ہے کہ نہیں۔ ہم حملے کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ ایک بم پھٹا اور جب میں کچھ دیکھنے کے قابل ہوا تو میری بندوق کھو چکی تھی اور پھر ایک گھوڑسوار نے اپنی تلوار سے میرے بازو پر حملہ کیا۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی بات واضح طور پر یاد نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ کسی آدمی نے مجھے بندوق کا بٹ بھی مارا تھا اور جب میں ہوش میں آیا تو لڑائی ختم ہو چکی تھی"۔ اجنبی بولا "میں نے بھی کسی شخص کو قتل نہیں کیا۔ اچھا یہ بتاؤ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" زیب نے کہا "میرا تعلق اوھائیو سے ہے اور تمہارا گھر کہاں ہے؟" اجنبی نے جواب دیا "ٹیکساس"

زیب آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا اور کہنے لگا کہ "تم غدار پارٹی سے تو تعلق نہیں رکھتے؟" اجنبی نے جواب دیا "صبح تک تو میں ایسا ہی تھا۔ اب کا مجھے صحیح پتہ نہیں"۔ وہ دونوں چلتے چلتے آپس میں گفتگو کئے جا رہے تھے۔ پھر کچھ اختلافی باتوں کی وجہ سے وہ آپس میں الجھ پڑے اور زیب کی سنگین نے ٹیکساس کے سپاہی کا کام تمام کر دیا۔

زیب کو بہت پیاس لگ رہی تھی اور اس کے کندھے میں بھی شدید درد تھا۔ وہ پانی کی تلاش میں درختوں کے اندر چلتا گیا۔ آخر اسے ایک چھوٹا سا چشمہ مل گیا۔ اس نے جھک کر پہلے پانی کی بوتل بھری اور جی بھر کر ٹھنڈا اور صاف ستھرا پانی پیا۔

بعد میں جب وہ اپنی یونٹ میں واپس پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ واحد نان کمشنڈ آفیسر تھا جو زندہ بچ نکلا تھا بعد میں اسے سارجنٹ بنا دیا گیا۔ پھر جلد ہی اسے

آفیسر کے عہدے پر ترقی مل گئی۔ اس درمیانی عرصہ کے دوران اسے بالکل اتفاقیہ طور پر اپنے والد کی وفات کا علم ہوا جس کی خبر اسے کمپنی میں اس کی جگہ لینے والے افسر نے دی تھی جو ماضی میں لائنس کے ماتحت رہ چکا تھا۔ اس نے زیب کو بتایا "اس وقت اس کے ساتھ سارجنٹ کیلی تھا جب کہ میں اوپر پہاڑی پر تھا۔ ہم لائنس کے منصوبے کے عین مطابق پہاڑی پر قابض ہوگئے ہر چند کہ مخالفوں نے زبردست حملہ کیا تھا"۔

فاصلے مٹ نہ سکے

زیب رالنگز اپنے افسر شرمن کے ساتھ گھوڑے پر سوار سمندر کی جانب جا رہا تھا۔ پھر اچانک جنگ کا خاتمہ ہوگیا اور زیب ایک دخانی کشتی پر سوار ہو کر گھر کی جانب روانہ ہوگیا۔ جب وہ کنارے پر اترا تو سامنے اسے اپنا گھر نظر آرہا تھا۔ کچن کی چمنی سے دھواں اٹھ رہا تھا اور گھر سے مرغیوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ زیب کے والدین نے یہ گھر اس زمانہ میں بنایا تھا جب یہ سارا علاقہ جنگل سے بھرا ہوا تھا۔ لائنس نے سام اور زیک کی مدد سے خود اس عمارت کو استوار کیا تھا۔

زیب قبرستان والے حصہ میں رکا۔ وہاں دو اور قبروں کا اضافہ ہوچکا تھا جن پر پتھر کے کتبے نصب تھے۔ مرنے والوں کے نام پڑھنے سے پہلے ہی اس کے دل میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ دونوں جیون ساتھی ساتھ ساتھ آرام فرما تھے۔

لائنس رالنگز

۱۸۱۰ء ۱۸۶۲ء۔

ایوپریسکاٹ رالنگز

۱۸۲۰ء ۱۸۶۵ء۔

گھر کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور زیب نے یرمیاہ کو سامنے کھڑا پایا۔ اگلے ہی لمحہ یرمیاہ اس کی طرف دوڑا ہوا آیا "زیب! یہ واقعی تم ہو؟" زیب نے اپنی والدہ کی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "مجھے تو کسی نے خبر نہیں دی"۔ "تمہیں میرا خط نہیں ملا؟ ماں کو وفات پائے تین ماہ سے زائد عرصہ ہوگیا ہے۔ جب سے ہم نے والد کی وفات کی خبر سنی اس وقت سے وہ اپنے آپ میں نہیں تھیں۔ میرا خیال ہے انہیں یہاں سے رخصت ہونے کا کوئی ملال نہیں تھا کیونکہ وہ ہر وقت اپنے سرتاج کی یاد میں بے قرار رہتی تھیں"۔

کچھ دیر بعد زیب نے عمدہ طریقے سے تیار کی گئی زمین کو دیکھا۔ وہاں پر خشک گھاس کے ڈھیر لگے تھے اور غلے کے لئے ایک نئی کوٹھری بھی بنی ہوئی تھی۔ زیب نے کہا "یرمیاہ! تم نے بہت عمدگی سے چیزیں سنبھال رکھی ہیں۔ میں ایسا انتظام کبھی نہیں کرسکتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ مجھے آگے کی راہ لینی چاہیئے"۔ "زیب! مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ تم یہیں قیام کرو"۔ "ایک ہی چیز مجھے یہاں کھینچ کر لائی تھی یرمیاہ! یعنی والدہ کی محبت اور وہی چل بسی۔ تم نے زمین پر بہت محنت کی ہے اور زمین بھی تمہارا ساتھ

دیتی ہے اور تمہارے جذبات کا جواب دیتی ہے۔ یہ ساری کھیتی تمہاری ہے اور یہ بالکل صحیح بات ہے"۔

یرمیاہ نے کہا "میں اس بات کو جائز نہیں سمجھتا زیب! ساری زمین میں کیسے لے لوں اور تم کیا کرو گے اور کہاں جاؤ گے؟" "میں نے ابھی اس کا فیصلہ نہیں کیا۔ مجھے پیش کش کی گئی ہے کہ میں گھوڑ سوار فوج (رسالہ) میں شامل ہو کر مغرب کی جانب چلا جاؤں۔ میرا خیال ہے میں یہی کام کروں گا"۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "خدا حافظ! یرمیاہ!" "اچھا تو خدا حافظ!" یرمیاہ بمشکل اتنا ہی کہہ پایا۔

زیب فوراً واپس مڑا۔ وہ اپنے بھائی اور حسین یادوں کی آماجگاہ کی طرف زیادہ دیر تک دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔ جب وہ کئی قدم آگے جا چکا تو یرمیاہ نے آواز دی "زیب! اپنے ماموں سام پریسکاٹ کو تلاش کرنے کی کوشش کرنا۔ شائد تم اپنی خالہ للی سے بھی ملو گے"۔

یرمیاہ اکیلا دور کھڑا اپنے بھائی کو رخصت ہوتے دیکھ رہا تھا۔ زیب اس کے کنبے کا آخری فرد تھا اور جب یہ کنبہ مغرب کی طرف نقل مکانی کر گیا تو پھر کبھی لوٹ کر نہ آیا۔

ریلوے انجن کی آمد

جیتھرو سٹوارٹ راستے پر پڑی دو لاشوں کو دیکھنے کے بعد کئی منٹ تک اپنے گھوڑے کو وہاں روک کر اس جگہ کا معائنہ کرتا رہا۔ ظاہراً یہی لگتا تھا کہ یہ ہلاک شدہ اشخاص ریلوے لائن کے مزدور تھے اور ہندیوں نے ان کا خاتمہ کر دیا تھا۔ جیتھرو ایک خشک مزاج اور مختصر بات کرنے والا شخص تھا جو حرکت اور وقت دونوں کے ضیاع کا مخالف تھا۔ نیچے اتر کر اس نے دونوں لاشوں کو اپنے گھوڑے پر لادا اور ریلوے لائن کی طرف روانہ ہو گیا۔ سفر کے دوران اس کی دونوں آنکھیں فولاد کی پٹڑی کا جائزہ لیتی جا رہی تھیں۔ ویسے اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ ریلوے کی آمد سے وقت کی بہت بچت ہو گئی تھی۔

یہ ریلوے کی پٹڑی ٹھیکیدار مائک کنگ نے بچھائی تھی۔ جیتھرو بعض اصولوں کی بنا پر کنگ کو ناپسند کرتا تھا۔ کنگ وہ شخص تھا جو اپنے کام کو انجام دے کر ہی دم لیتا تھا خواہ اس کے لئے اسے کسی بھی شخص یا چیز سے سختی سے بھی معاملہ کرنا پڑے۔

پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر جیتھرو نے گھوڑے کو لگام دی اور نیچے کے منظر کو شک بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ یہ ریلوے لائن ان بے شمار لوگوں کو مغرب کی جانب لے آئیگی جن کا تعلق اس خطہ سے نہیں ہے۔ جب مغرب کی سمت سفر کرنا دشوار تھا تو خاص خاص لوگ ہی ادھر کا رخ کرتے تھے تو وہ عزم و حوصلہ والے لوگ ہوتے تھے جو وہیں آ کر بس جاتے تھے۔ لیکن اب ریل گاڑی کے ذریعے ہر ایرا غیرا اس علاقہ میں چلا آئے گا۔ نہ اسے سفر کی صعوبت ہو گی نہ کوئی اور فکر دامن گیر ہو گی۔ جیتھرو نے دل میں کہا "میں زیادہ

ترقی کے حق میں نہیں ہوں۔ ٹیلی گراف کو ہی دیکھ لو کہ اس نے پونی ایکسپریس (تیز رفتار ٹٹو کے ذریعہ ڈاک کی ترسیل) کا خاتمہ کر دیا ہے"۔ سرکاری طور پر ڈاک کی ترسیل کا یہ انتظام اکتوبر ۱۸۶۱ء میں ختم کر دیا گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں جیتھرو اور اس کے کئی ساتھی بے کاری کا شکار ہو گئے تھے۔

جب اس کا گھوڑا ڈھلوان پر سے اترا اور وہ ریلوے لائن بچھانے والے مقام پر پہنچا تو کئی مزدور فولاد کی پٹڑی لانے والے ڈبہ کی طرف بڑھ رہے تھے جس کی شکل ایک چپٹے تختے کی طرح (مسطح) تھی اور جسے ایک گھوڑا کھینچ رہا تھا۔ دونوں اطراف میں پانچ پانچ آدمی ایک ایک پٹڑی کو پکڑتے اور اسے تختے کے اگلے حصہ کی طرف سے اتارتے۔ اس طرح بیک وقت پٹڑیوں کے دو ٹکڑے اتارے جاتے۔ جب پٹڑیاں لانے والا ڈبہ خالی ہو کر آگے بڑھ جاتا تو بولٹ لگانے والے آجاتے۔ پھر وہ دو پٹڑیوں کے سنگم پر لوہے کی سوراخ دار پٹی رکھ کر اس میں مضبوط سلاخیں گاڑ دیتے۔

جب جیتھرو اپنے مال بردار گھوڑے لے کر ریلوے لائن کے پاس پہنچا تو پاس کھڑے کئی لوگوں کی نظریں گھوڑے پر رکھی ہوئی لاشوں پر پڑیں۔ نتیجتہً کاریگروں کے کام کی رفتار کم ہوتی ہوتی بالکل رک گئی۔ فورمین (کاریگروں کا انچارج) نے پوچھا "تمہیں یہ لاشیں کہاں سے ملیں؟" "تقریباً ایک میل دور۔ اس طرف!"۔ ان میں سے ایک کاریگر نے ایک لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میں اسے پہچانتا ہوں۔ وہ سروئیر تھا اور میری اس سے ملاقات کیلی فورنیا میں ہوئی تھی۔ اس کا نام پریسکاٹ ہے سام پریسکاٹ!"

ریلوے لائن کے ٹھیکیدار مائک کنگ کا غصہ ہر وقت ناک پر دھرا رہتا تھا اور یہی چیز اس کی برق رفتاری کا باعث تھی جس کی باعث ریلوے لائن مغرب کی جانب تیز رفتاری سے پھیلتی جا رہی تھی۔ وہ مضبوط ڈیل ڈول کا نوجوان تھا جس کی آنکھوں سے بسالت ٹپکتی تھی۔ اب یہ دیکھ کر کہ کام وام چھوڑ کر اس کے کاریگر جیتھرو کے گھوڑوں کے اردگرد جمع ہیں اس کا پارہ یکدم چڑھ گیا۔ وہ سیدھا فورمین کے پاس پہنچا اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "تم یہاں فورمین تھے لیکن اب تم فقط پٹڑی بچھانے والے مزدور کے طور پر کام کرو گے یا پھر کام چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ ان دونوں باتوں میں سے جو تمہیں پسند ہو اختیار کر لو"۔ پھر وہ دوسرے آدمیوں کی طرف مڑا اور ایک پست قد لیکن مضبوط جسم کے آدمی سے مخاطب ہوا "جب تک مجھے دوسرا آدمی نہیں ملتا تم فورمین ہو۔ اب آدمیوں کو کام پر لگاؤ"۔ نئے فورمین نے "جی جناب!" کہتے ہوئے سب آدمیوں کو کام شروع کرنے کا حکم دیا۔

(باقی آئندہ)

معذرت - معذرت

مارچ کے شمارہ میں صفحہ 35 پر ایک حدیث کا ترجمہ غلط چھپ گیا ہے۔ براہ کرم ترجمہ یوں پڑھا جائے۔ "فرمایا جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ بنو کلب (قبیلہ) کی بھیڑ بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گناہ بخشتا ہے"۔ (بنو کلب کا قبیلہ بھیڑ بکریوں کی کثرت کی وجہ سے مشہور تھا)

(II) اسی طرح صفحہ 20 پر مضمون بعنوان "وہ بستی جس کے ذروں نے......") اس مضمون میں بعض جگہ تاریخیں غلط لکھی گئیں ہیں۔ ریکارڈ کی درستی کے لئے ہم ان کی تصحیح کرانا ضروری سمجھتے ہیں مثلاً صفحہ 20 پر منارۃ المسیح پر سنگ مرمر کی سلیب 1935ء میں لگانے کا ذکر ہے جب کہ 1935ء میں صرف سنگ مرمر کا پالش کیا گیا تھا۔ نیز ٹاور کلاک 1938ء کی بجائے 1928ء میں لگایا گیا اور "نور بلڈنگ" جس کے سامنے نور ہسپتال ہے وہ حضرت خلیفہ المسیح الاول کی رہائش گاہ نہیں بلکہ مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی رہائش گاہ تھی۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے اور مکرم شمس الدین صاحب سیال بوریوالہ کا شکر گزار ہے جنہوں نے ہماری توجہ اس غلطی کی طرف مبذول فرمائی۔ (مدیر خالد)

ادارہ سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینجر)

ربوہ سے طورخم تک

طارق محمود ناصر۔ صدر شمالی۔ ربوہ

بہار کا موسم اور دوسرے امتحانات سے فراغت اور پھر سیر کا موقع بھی ہو تو.... ہاں یہی کچھ میرے ساتھ بھی پیش آیا۔ امتحانات سے فارغ ہوا تو دل سیر کے لئے مچل اٹھا کیونکہ ہر انسان فطری طور پر سیر کرنا چاہتا ہے اپنے ماحول سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔ بڑی مشکل سے گھر والوں سے اجازت ملی تو یہ طے کرنا مشکل ہو گیا کہ سیر کے لئے کون سی جگہ منتخب کی جائے کافی سوچ بچار کے بعد طے پایا کہ اس سال لنڈی کوتل کی جانب کوچ کیا جائے۔ جلدی جلدی ضروری سامان پیک کیا۔ اسی شام گاڑی پر سوار ہوا۔ ہاں یاد آیا میرے ساتھ میرے ساتھی کے طور پر میرے بڑے بھائی بھی ساتھ تھے کیونکہ .....

میرا دل بلیوں اچھل رہا تھا اور اچھلتا بھی کیوں نا کیونکہ میں اپنے ملک کا ایک تاریخی علاقہ دیکھنے جا رہا تھا۔ گاڑی جب ربوہ سے نکلی تو سورج غروب ہو رہا تھا موسم کافی خوشگوار تھا۔ ہلکی ہلکی سردی پڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک تو میں کھڑکی سے باہر نظارہ کرتا رہا لیکن جلد ہی ان نظاروں کو تاریکی نے نگل لیا۔ تو میں تاریکی سے انتقام لینے کے لئے برتھ پر چڑھ گیا اور..... پھر جب آنکھ کھلی تو گاڑی پنڈی پہنچ چکی تھی اور رات کے دو بج چکے تھے۔ پنڈی میں ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے سردی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ ابھی ہماری منزل کافی دور تھی میں ایک مرتبہ پھر خواب خرگوش کے مزے لینے لگا۔ جب آنکھ کھلی تو پو پھٹ رہی تھی اور سورج ہلکے ہلکے بادلوں کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا۔ اتنا خوبصورت منظر میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ باوجود سفری تھکان کے میں بے حد خوش ہو رہا تھا۔ بہت دور پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی بہت بھلی نظر آ رہی تھیں۔ جوں جوں گاڑی آگے بڑھتی جاتی منظر حسین سے حسین تر ہوتا جا رہا تھا۔

اٹک کے قریب دریا اٹک (جو شاید آگے جا کر دریائے سندھ کا روپ دھار لیتا ہے) بار بار ہمارا راستہ روکتا رہا۔ دریا کا شفاف پانی بہت خوبصورت نظر آتا تھا ہاں ایک بات اور کہ پانی کی رفتار بہت تیز تھی۔ گاڑی میں

سوار ایک مقامی شخص نے بتایا کہ اس کا پانی اتنا ٹھنڈا ہے کہ شدید گرمیوں میں بھی اس سے غسل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ گاڑی آگے بڑھتی رہی اور مناظر بدلتے رہے۔ آٹھ بجے کے قریب آخر کار ہم پشاور پہنچ گئے۔ پشاور احمدیہ بیت الذکر پہنچ کر ناشتہ کیا۔ منہ ہاتھ دھو کر لنڈی کوتل جانے کا راستہ پوچھا۔

ہم سڑک کے کنارے کافی دیر کھڑے رہے۔ بس یا وین آتی اور "لواڑ کے" "لواڑ کے" کہتی ہوئی گذر جاتی لیکن ہم نے تو لنڈی کوتل جانا تھا۔ گھنٹہ بھر کھڑے ہونے پر کسی سے پوچھا تو بہت شرمندگی اٹھانا پڑی کیونکہ لنڈی کوتل کو پشتو میں "لواڑ کے" کہتے ہیں یا یہ لنڈی کوتل کا مخفف ہے۔ آخر ہم بس میں سوار ہوئے اور بس لنڈی کوتل روانہ ہوئی۔ ہاں بس میں ایک خاص بات میں نے نوٹ کی کہ ایک تو تمام لوگ ہمیں گھور رہے تھے اور دوسری یہ کہ بس میں موٹے موٹے الفاظ میں لکھا تھا کہ ہر سواری اپنی حفاظت خود کرے۔ یعنی سیٹ کے نیچے کوئی بم وغیرہ چیک کر لیں۔ اس فقرہ نے میرا خون خشک کر دیا۔ سیٹ چیک کی کوئی چیز نہ پا کر تسلی ہوئی اور میں باہر کی جانب متوجہ ہوا۔ ابھی تک سڑک تقریباً ہموار تھی۔ لیکن بل کھاتی ہوئی یہ سڑک کافی دلکش منظر پیش کر رہی تھی۔ بس جب تاریخی درہ خیبر پہنچی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ درہ خیبر کی حالت ایسی تھی جیسے ۲۰۰۰ قبل مسیح کے کھنڈرات کا نادر نمونہ ہو۔ درہ کی حالت دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو رونے لگا۔ آپ نے بھی یہ درہ ٹیلی وژن پر ضرور دیکھا ہو گا لیکن کیمرہ کی آنکھ اور اصلی آنکھ میں بڑا فرق ہے۔ مجھے فوراً محاورہ یاد آیا کہ دور کے ڈھول سہانے۔

درہ خیبر کا افتتاح ۱۱ جون ۱۹۶۳ء کو صدر پاکستان محمد ایوب خان مرحوم نے کیا تھا۔ اس درہ کو برصغیر کا درہ بھی کہا جاتا ہے۔ درہ پشاور کے عین مغرب میں واقع ہے۔ درہ کا موسم اور مناظر کا تضاد خیبر میں انتہا کو پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اس درہ میں سردی ہے تو ٹھٹھرا دینے والی اور گرمی ہے تو جھلسا دینے والی۔ بس کچھ دیر رکنے کے بعد روانہ ہوئی تو میں درہ کی حالت بھول کر آگے کے بارے میں سوچنے لگا۔

بس ویران بے آب و گیاہ اور دشوار گذار چٹانوں سے گذرتی ہوئی علی مسجد کے قریب پہنچی تو مناظر بھی یکسر بدل گئے۔ یہاں ایک چشمہ خیبر جاری ہے جس کی بدولت ان بے کیف بھوری چٹانوں کے مابین ایک نخلستان مل جاتا ہے۔ بس بل کھاتی ہوئی سڑک پر چلتی ہوئی اپنی انتہائی بلندی پر لنڈی کوتل پہنچ گئی۔ پشاور سے لنڈی کوتل تک کل تین گھنٹے لگے۔

لنڈی کوتل میں ہمارا قیام اپنے بڑے بھائی کیپٹن خالد کے پاس تھا۔ لنڈی کوتل میں ہمارا استقبال افغانستان سے آنے والے بم نے کیا اتنا خوفناک دھماکہ ہوا کہ وہاں کے لوگ بلند آواز سے کلمہ کا ورد کرنے لگے۔ میری جو حالت ہوئی کچھ نہ پوچھیئے۔ بھائی مجھے دیکھ کر خوب انجوائے کرتے رہے اور ہنستے رہے۔ بھائی نے بتایا کہ یہ تو تمہارا استقبال ہوا ہے۔

لنڈی کوتل کا موسم انتہائی خوشگوار تھا۔ لیکن پہاڑ بالکل بنجر تھے۔ بارشیں وہاں اکثر ہوتی رہتی ہیں لیکن دلچسپ بات یہ کہ بارش کے فوراً بعد نکلو تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ بارش ہوئی بھی ہے یا نہیں۔ اگلے روز ہم لنڈی کوتل کی سیر کو نکلے۔ ایک عدد سپاہی ہماری مدد کے لئے ہمارے ساتھ تھا۔ لنڈی کوتل کا مین بازار انڈر گراؤنڈ ہے وہاں کچھ شاپنگ کی۔ چیزیں انتہائی سستی ہیں لیکن ایک بات یاد رکھیں پوری تسلی کر کے چیز خریدیں کیونکہ ان میں نقلی اشیاء بھی ہوتی ہیں۔

وہاں ہم نے ایک بازار میں چپلی کباب کھائے گرم گرم روٹی اور چپلی کباب۔ بڑے مزے دار تھے۔ جس ہوٹل میں ہم بیٹھ کر کباب کھا رہے تھے وہاں پر ایک مقامی آدمی روسیوں اور حکومت پاکستان کے چند بڑے لوگوں کو خوفناک گالیاں دے رہا تھا اور ہمیں بھی گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ ہم نے جلدی جلدی جتنی دعائیں آتی تھیں پڑھ ڈالیں اور وہاں سے فرار ہوئے۔ کیونکہ وہاں انسانی زندگی ایک فاختہ کی مانند لگتی ہے اتنی معمولی معمولی بات پر گولیاں برسانا شروع کر دیتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ خیر ہم لوٹ کے گھر واپس آگئے۔

دوسرے دن ہم نے طور خم باڈر پر جانے کا پروگرام بنایا۔ لنڈی کوتل سے طور خم باڈر کا راستہ اور بھی دشوار گذار ہے۔ پہاڑی کا سینہ کاٹ کر بنائی گئی سڑک خوبصورت بھی ہے اور خوفناک بھی۔ ہماری حفاظت کے لئے فوجی ٹرک اسلحہ سے لیس تھے۔ میں قدرتی مناظر دیکھتا ہوا خوش ہو رہا تھا کہ اچانک ایک ایسی وادی پر نظر پڑی اور یقین نہ آیا کہ اس مہذب دنیا میں بھی انسان پہاڑوں کا سینہ کاٹ کر رہتا ہے۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ اور درمیان میں تنگ وادی پہاڑوں کو کاٹ کر غاریں بنائی گئیں تھیں ہر غار کے منہ پر ایک لیمپ رکھا گیا تھا۔ ہم کچھ دیر وہاں رکے۔ وہاں جو خاص بات میں نے نوٹ کی وہ یہ کہ لوگ نمازوں کے بڑے پابند ہیں۔

طور خم باڈر پر ہمارا استقبال مکرم ظفر صاحب نے کیا۔ وہاں ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم اگلے مورچوں پر گئے وہاں افغان مجاہدین کا قبضہ ہے۔ ابھی ہمیں پہاڑی پر کھڑے ہوئے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ گولہ باری شروع ہوگئی۔ جس سے میں سخت گھبرا گیا دوسرے فوجی جوان اور افسر میری حالت پر مسکرا رہے تھے کیوں کہ انہیں تو علم تھا کہ یہ گولہ باری روسیوں پر کی جا رہی ہے اور دوسرے وہ اس ماحول کے عادی ہو چکے تھے۔

وہاں میں نے بھائی سے ڈیورنڈ لائن کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کہاں ہے؟ کیونکہ میرے نزدیک یہ ایک چھوٹی سی دیوار ہوگی لیکن جب میں نے وہ لائن دیکھی جسکو ڈیورنڈ لائن کہا جاتا ہے تو حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ وہ ایک برساتی نالے کی صورت میں تھی۔ بارش کا پانی راستہ بناتے ہوئے گذرتا ہے۔

افغانستان اور ڈیورنڈ لائن کا خیال آتے ہی مجھے ایک ایسا شخص یاد آیا جس پر قیامت تک لوگ فخر کریں

گے۔ وہ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید (اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے) کا تصور تھا۔ جو افغانستان کی طرف سے ڈیورنڈ لائن مقرر کرنے والے کمیشن میں شامل ہو کر وہاں آئے تھے۔ یہ ڈیورنڈ لائن پاکستان اور افغانستان کے مابین سرحد کا کام دیتی ہے۔

میں وہاں پہاڑی سے اتر کر افغانستان کی سرزمین پر بھی گیا۔ لیکن جلد مجھے واپس آنا پڑا کیونکہ بارش کو میرا وہاں جانا پسند نہیں آیا۔ ہم وہاں سے واپس لنڈی کوتل روانہ ہوئے۔ واپسی پر دوسرا راستہ اختیار کیا گیا جو کافی پرسکون تھا سوائے گولیوں کی آوازوں کے۔

لنڈی کوتل میں خاص طور پر میں نے بعض گھروں پر گڑیوں اور بعض پر گڈوں کو نصب پایا۔ ایک مقامی سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جس گھر میں لڑکا ہوتا ہے وہاں گڈا اور جس گھر میں لڑکی ہوتی ہے وہاں گڑیا نصب کی جاتی ہے۔ اس سے لوگوں کو رشتہ تلاش کرنے میں آسانی ہوتی ہے لیکن مجھے اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔

چند دن قیام کے بعد ہم واپس اپنے وطن کی جانب چل پڑے۔ دل میں گذرے ہوئے حسین لمحوں کی یادیں لئے۔ ہاں اگر آپ کو کبھی لنڈی کوتل جانے کا خیال آئے تو مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں۔ گروپ کی شکل میں جائیں اور انتہائی شریف ہو کر رہیں۔ اگر آپ نے بھی ہماری طرح انجوائے کرنا ہے تو بات بات پر مقامی لوگوں کا شکریہ ادا کرتے رہیں اور ان کی دعوت کو قبول کر لیں ایک تو خرچہ کم اور دوسرے واقفیت کافی ہو جائے گی۔ کیوں ٹھیک ہے نا۔ (بخیر راغلے)

اظہار خوشنودی

مجلس خدام الاحمدیہ کی پنتیسویں سالانہ تربیتی کلاس اور دوسری سالانہ سپورٹس ریلی کی رپورٹس موصول ہونے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"ماشاء اللہ، الحمدللہ، مبارک باد، آپ کی صدارت میں اچھا کام چل پڑا ہے اللہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا کرے"

حضور کی طرف سے یہ اظہار خوشنودی تمام مجالس خدام الاحمدیہ پاکستان کے لئے ہے جن کے تعاون سے یہ کامیابی ممکن ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان اور خدام کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے جنہوں نے نہایت اخلاص سے کام کیا۔

سالانہ تربیتی کلاس خدام الاحمدیہ پاکستان

خدام الاحمدیہ پاکستان کی ۳۵ ویں سالانہ تربیتی کلاس یکم تا ۱۱ مارچ ۱۹۹۱ء ایوان محمود ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اس کلاس کا افتتاح مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے مورخہ یکم مارچ ۱۹۹۱ء کو بعد نماز عصر فرمایا۔

امسال ابتداء میں رمضان المبارک کے معاً بعد ۲۶ اپریل تا ۱۵ مئی کی تاریخیں مقرر ہوئی تھیں۔ لیکن ان ایام میں جماعت کی سالانہ مجلس شوریٰ کے انعقاد کا فیصلہ ہوا تو کلاس میں مزید تاخیر کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا کیونکہ مئی میں میٹرک پاس طلبہ کے کالجز میں داخلے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے طے پایا کہ رمضان المبارک سے پہلے میٹرک کے امتحان ختم ہوتے ہی ریلی کے بعد امسال گیارہ روزہ تربیتی کلاس ۶ تا ۱۶ مارچ منعقد ہو۔ بعد میں بعض اور ناگزیر وجوہات کی بنا پر یہ تاریخیں بھی تبدیل کر کے یکم تا ۱۱ مارچ کرنا پڑیں جس کی ہنگامی اطلاع بذریعہ فون و خطوط صرف قائدین علاقہ و اضلاع کو ہی کروائی گئی۔ مقصد یہ تھا کہ بجائے کلاس ملتوی کرنے کے منعقد ضرور ہو اور جس حد تک ممکن ہو فائدہ اٹھایا جائے مزید برآں صوبہ سندھ، بلوچستان، سرحد اور اسلام آباد میں ابھی میٹرک کے امتحان نہیں ہوئے۔ ان تمام نامساعد حالات کے سبب کلاس کی حاضری غیر معمولی حد تک کم ہونے کا خدشہ تھا لیکن خدا کے فضل سے کلاس کے اختتام تک ۱۵۲ مجالس کے ۵۲۵ طلباء اس میں شرکت کر چکے ہیں۔ جب کہ گزشتہ سال ۱۴۹ مجالس کے ۴۷۴ نمائندے کلاس میں شریک ہوئے۔ فالحمد للہ علی ذالک

اس پورے عرصہ میں ہر دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا رہا۔ دوران تدریس روزانہ قرآن کریم، حدیث، فقہ، کلام اور عربی پڑھائی جاتی رہی۔ روزانہ ایک پیریڈ میں مہتممین کرام اور ان کے نمائندے خدام الاحمدیہ کا تعارف کرواتے رہے۔ ایک پیریڈ مشق تقاریر کا ہوتا رہا۔ روزانہ ماہر ڈاکٹر صحت صفائی سے متعلق لیکچر دیتے رہے۔ ہر روز نماز عصر و تربیتی تقریر کے پروگرام کے بعد مقررہ احزاب وقار عمل کرتے رہے۔

دوران تدریس روزانہ ۲۰ منٹ کا وقفہ ہوتا تھا۔ ایوان محمود کے احاطہ میں کنٹین کا انتظام کیا گیا۔ وقفہ کے دوران طلبہ کنٹین سے استفادہ کرتے رہے۔ روزانہ نماز فجر کے بعد باقاعدہ درس قرآن اور نماز عصر کے بعد تقاریر علماء ہوتی رہیں۔ نماز مغرب سے قبل کھیل کا انتظام بھی رہا۔ ایک دن سلائیڈز بھی دکھائی گئیں۔

امسال طلبہ کا مقابلہ سیر اور پکنک کا پروگرام رکھا گیا لیکن بعض وجوہ کی بنا پر مقابلہ سیر اور پکنک کا پروگرام نہیں کروایا جا سکا۔ تاہم ۸ مارچ کو بعد نماز عشاء ایوان محمود میں لطائف اور مزاحیہ خاکوں پر مشتمل ایک پروگرام رکھا گیا۔ کلاس کے اختتام پر طلبہ سے تحریری امتحان لیا گیا جس میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۲۵۳ تھی جن میں سے ۱۷۱ طلبہ کامیاب ہوئے ہیں۔ اسطرح نتیجہ ۶۷.۵۹ فی صد رہا۔ پاس مارکس ۱۰۰ تھے جبکہ پرچہ ۲۵۰ نمبر کا تھا۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم کمال یوسف صاحب تھے۔ آپ نے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم فرمائے اور خطاب فرمایا۔

دوسری آل پاکستان سپورٹس ریلی

زیر انتظام مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام دوسری سالانہ سپورٹس ریلی مورخہ 13، 14، 15 مارچ کو مرکز سلسلہ ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اس ریلی کا افتتاح 13 مارچ کو صبح پونے آٹھ بجے ایوان محمود میں ہوا۔ محترم محمود احمد صاحب شاہد سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے افتتاحی تقریب کے خطاب میں تنظیم کے قیام اور اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مندرجہ ذیل علاقوں کی ٹیموں نے شرکت کی۔ راولپنڈی، سرحد، فیصل آباد، ملتان، ڈیرہ غازیخان، گوجرانوالہ، سندھ، کراچی، بلوچستان، بہاولنگر، سرگودھا، لاہور اور ربوہ

کھیلوں کی کسی قدر تفصیلی رپورٹ پیش ہے۔

۰۱ فٹ بال

فٹ بال کے لئے آٹھ علاقہ جات سے آٹھ ٹیمیں اور 120 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ مورخہ 13 مارچ کو آٹھ میچ اور مورخہ 14 مارچ کو 5 میچ منعقد ہوئے۔ فائنل میچ ربوہ اور لاہور کے مابین کھیلا گیا۔ جس میں ربوہ کی ٹیم اول قرار پائی۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم میجر شاہد سعدی صاحب تھے جنہوں نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

۰۲ والی بال

والی بال کے لئے چار ٹیموں کے 54 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ یہ مقابلے 13 مارچ کو دو گراؤنڈز میں شروع ہوئے۔ ربوہ اور گوجرانوالہ کی ٹیمیں فائنل میں پہنچیں۔ یہ فائنل میچ گوجرانوالہ نے جیتا۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم میجر عبدالقادر صاحب صدر مجلس صحت تھے جنہوں نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

۰۳ باسکٹ بال

باسکٹ بال کے لئے سات ٹیموں کے 53 کھلاڑی شامل ہوئے۔ پہلے دن چار میچ اور دوسرے دن تین میچ کھیلے گئے۔ فائنل میچ لاہور اور علاقہ راولپنڈی سرحد کی ٹیموں کے درمیان کھیلا گیا۔ جو کہ راولپنڈی سرحد کی ٹیم نے جیتا۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم چوہدری محمد علی صاحب تھے جنہوں نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

۴۔ کبڈی

کبڈی کے لئے آٹھ علاقہ جات کے 103 کھلاڑی تشریف لائے۔ ابتدائی میچز اور سیمی فائنل کے نتیجہ میں علاقہ فیصل آباد اور لاہور کی ٹیمیں فائنل میں پہنچیں۔ اور ان کا بہت ہی دلچسپ اور خوبصورت روایتی میچ گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں شام ساڑھے چار بجے کھیلا گیا۔ اس میں لاہور کی ٹیم نے اول پوزیشن حاصل کی۔ یہ میچ اس ریلی کا آخری میچ تھا جسے دس ہزار افراد نے بڑے سکون و اطمینان سے دیکھا۔ ریلی کی اس اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب تھے۔ آپ نے اس موقع پر کبڈی کے انعامات کے علاوہ ایتھلیٹکس کے انعامات بھی تقسیم فرمائے۔

۵۔ سائیکلنگ

سائیکلنگ کے مقابلے 14، 15 مارچ کو منعقد ہوئے جن میں 150 کلو میٹر کی سائیکل ریس اور 5 کلو میٹر کی ریس کے مقابلے شامل تھے۔ ان مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے۔

۶۔ ایتھلیٹکس

ایتھلیٹکس کے دلچسپ مقابلے گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں منعقد ہوتے رہے جن میں مختلف فاصلوں کی دوڑیں، نشانہ غلیل، تھالی پھینکنا، چھلانگیں، ریلے ریس اور پیدل چلنے کے مقابلے شامل تھے۔

ان مقابلوں میں ارشد محمود صاحب کراچی اور خالد عمران صاحب ربوہ "بیسٹ ایتھلیٹ 1991ء" قرار پائے۔

۷۔ دعوت

کھیلوں کے دوسرے دن بعد نماز مغرب کھلاڑیوں کے اعزاز میں عام دعوت دی گئی۔ جس میں کھلاڑیوں کے علاوہ منتظمین اور بزرگان سلسلہ نے شرکت کی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔

نمایاں کامیابی

یہ خبر خوشی کا موجب ہے کہ مکرم و محترم حبیب الرحمان صاحب زیروی مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی بھانجی عزیزہ عطیۃ القدوس قانتہ صاحبہ بنت مکرم محمد اعظم صاحب اکسیر مربی سلسلہ حال نظارت اشاعت نے میٹرک کے امتحان میں 850 /753 نمبر حاصل کرکے ضلع جھنگ میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیزہ گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی طالبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے عزیزہ کو آئندہ بھی بیش از بیش کامیابیاں عطا فرمائے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔

(مدیر خالد)

کھیل کے میدان سے

مرتبہ:۔ مکرم طارق محمود صاحب ناصر۔ صدر شمالی

سکوائش

فخر سکوائش پاکستان کے جہانگیر خان مسلسل دسویں بار برٹش اوپن جیتنے کے بعد جب پاکستان واپس آئے تو کراچی میں ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ جہانگیر خان نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ وہ ابھی مزید کئی سال تک سکوائش کھیلتے رہیں گے اور اپنی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے کہا اب میری اگلی منزل ورلڈ اوپن چمپئن شپ ہے۔

ان دنوں جہانگیر خان اٹالین اوپن سکوائش چمپئن شپ کے لئے اٹلی کے دورہ پر ہیں۔ اس کے بعد وہ امریکہ جائیں گے۔ جہاں وہ مقامی امریکی کھلاڑیوں کے ساتھ نمائشی میچ کھیلیں گے۔

حال ہی میں نئی کمپیوٹر درجہ بندی میں ایک بار پھر جہانگیر خان دوسرے نمبر پر آگئے ہیں۔ جہانگیر خان نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اب جلد ہی ورلڈ نمبر ون ہو جائیں گے۔ یاد رہے کہ پاکستان کے جان شیر خان نمبر ایک کھلاڑی ہیں۔

کرکٹ سیریز

ویسٹ انڈیز بمقابلہ آسٹریلیا

آسٹریلیا کا طویل دورہ ویسٹ انڈیز آخر کار اختتام پذیر ہوا۔ ویسٹ انڈیز نے یہ سیریز 2۔1 سے جیت کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ اب بھی کرکٹ کے ورلڈ چمپئن ہیں۔ لیکن اس کے برعکس آسٹریلیا نے ون ڈے سیریز میں اپنی برتری قائم رکھی اور ایک روزہ چمپئن ہونے کا اعزاز برقرار رکھا۔

سیریز کا پہلا اور تیسرا ٹیسٹ بارش کی نذر ہوا۔ دوسرے ٹیسٹ میں ویسٹ انڈیز نے 10 وکٹوں سے فتح حاصل کی۔ چوتھا ٹیسٹ بھی ویسٹ انڈیز نے 343 رنز سے بڑی آسانی سے جیت کر ٹیسٹ سیریز جیت لی اور آسٹریلین کیپٹن ایلن بارڈر کا ویسٹ انڈیز کو ہرانے کا خواب بھی پورا نہ ہوسکا۔ لیکن جب ہوش آیا تو کافی دیر ہو چکی تھی لیکن پھر بھی آسٹریلیا نے آخری میچ جیت کر اپنی شکست کو 2۔1 کر لیا۔

اس سیریز میں ویسٹ انڈیز کی جانب سے رچی رچرڈسن 474 رنز بنا کر مین آف دی سیریز کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کے علاوہ مارک واہ نے آسٹریلیا کی جانب سے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

کرکٹ کے حوالے سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ ویسٹ انڈیز کے کپتان ویون رچرڈ اور گورڈن گرینج برطانیہ کے خلاف اپنی آخری سیریز کھیلیں گے۔

ویسٹ انڈیز کا دورہ برطانیہ

اب ویسٹ انڈیز کرکٹ ٹیم برطانیہ کے دورہ پر پہنچ چکی ہے جہاں وہ پانچ ٹیسٹ اور تین ایک روزہ میچوں کی سیریز کھیلیں گے۔ یاد رہے کہ ماضی میں ویسٹ انڈیز انگلینڈ کے ساتھ کھیلے گئے آخری 10 ٹیسٹوں میں 9 میں شاندار فتح حاصل کر چکی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے یا نہیں۔ دوسری طرف گراہم ہک برطانیہ کی طرف سے کھیلیں گے۔ جو گذشتہ چند سالوں سے تباہ کن فارم میں ہیں۔

ہاکی

حال ہی میں پاکستانی ہاکی ٹیم یورپ کے 23 روزہ دورے کے بعد واپس آئی ہے۔ اس دورہ میں ٹیم کی کارکردگی مایوس کن رہی۔ کپتان شہباز احمد اور منصور کے علاوہ باقی کھلاڑی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکے۔ یہ بات یاد رہے کہ اس ٹیم میں زیادہ تر نوجوان کھلاڑی شامل تھے۔

متفرق

O۔ دنیائے کرکٹ کے عظیم کرکٹر پاکستان کے عمران خان آجکل مشکل ترین میچ کھیل رہے ہیں۔ آجکل عمران خان کینسر ہسپتال کی تعمیر کے لئے کوشاں ہیں۔ عمران خان کا کہنا ہے کہ اگر پاکستان میں یہ ہسپتال بن گیا تو یہ میری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

O۔ اگر ICC نے جنوبی افریقہ پر پابندی ختم کر دی تو اس سال جنوبی افریقہ کی کرکٹ ٹیم ایک ٹیسٹ کے لئے برطانیہ کا دورہ کرے گی۔ لیکن اس کے لئے ICC نے صرف نسلی تعصب والی شرط قائم رکھی ہے۔ اگر پابندی ختم ہوگئی تو کرکٹ کی روشنیاں دوبارہ لوٹ آئیں گی۔

O۔ کیسی بلندی اور کیسی پستی سٹار فٹ بالر میراڈونا کے گھر نشہ آور اشیاء ملنے پر گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔ لیکن اگلے روز ضمانت پر رہائی ہوئی اکثریت کا خیال ہے کہ میراڈونا کسی گہری سازش کا شکار ہیں۔

O۔ پاکستان کے سٹار بلے باز جاوید میاں داد نے حال ہی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں اب جلد ہی اپنی کھوئی ہوئی فارم حاصل کر لونگا۔ یاد رہے کہ میانداد گذشتہ کئی سیریز میں ناکام چلے آرہے ہیں۔

اگر میں مدیر خالد ہوتا

قارئین خالد کی قلمی اور ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے ایک انعامی مضمون نویسی کے مقابلہ کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ عنوان ہے "اگر میں مدیر خالد ہوتا" یہ مضمون آپ کی پسند، آپ کے معیار کہ رسالہ خالد میں آپ کیا چاہتے ہیں اور اسے کیسا ہونا چاہیئے اس کا آئینہ دار ہونا چاہیئے۔ مضمون ہمیں 31 جولائی تک دفتر پہنچ جانا چاہیئے۔ (مدیر خالد)

اخبار مجالس

مرتبہ:۔ مکرم ظہیر احمد خان صاحب

O۔ قیادت ضلع لاہور کے شعبہ صحت جسمانی کے تحت 21، 22 فروری 1991ء کو خدام و اطفال ضلع کے لئے ایک سپورٹس ریلی کا انعقاد کیا گیا جس کا افتتاح صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے کیا۔ اس میں فٹ بال، کرکٹ، باسکٹ بال، والی بال، ٹیبل ٹینس، بیڈمنٹن، کبڈی، سائیکل ریس، رسہ کشی، ایتھلیٹکس کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ ضلع کی شہری مجالس کو چار بلاک میں تقسیم کیا گیا اور دیہی مجالس کے لئے الگ بلاک بنایا گیا۔ ریلی میں مرکز سے صدر صاحب کے علاوہ بزرگ شخصیات محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، اور میجر عبدالقادر صاحب صدر مجلس صحت مرکزیہ نے شرکت فرمائی۔ اختتامی تقریب میں محترم صدر صاحب مجلس صحت نے انعامات تقسیم فرمائے اور دعا کے ساتھ اس ریلی کا اختتام ہوا۔

O۔ ماہ فروری میں گلشن پارک لاہور نے میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 187 مریضوں کو فری ادویات دی گئیں اس کے علاوہ 307 مریضوں کو مختلف وقتوں میں فری ادویات دی گئیں۔ 15 روزہ صنعتی نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ نیز ہفتہ صحت جسمانی اور ہفتہ وقار عمل منایا گیا۔ دو ریفریشر کورسز ہوئے۔ 27 فروری کو جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا جس میں 66 خدام شامل ہوئے۔ ایک معلوماتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔

O۔ وحدت کالونی لاہور...... 23 مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود..... کا انعقاد ہوا۔ مربی صاحب کے علاوہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود..... نے خطاب فرمایا۔ یہ جلسہ دو گھنٹے جاری رہا۔

ماہ مارچ میں 5 بوتلیں خون بطور عطیہ دی گئیں۔

ایک فری ہومیو کیمپ لگایا گیا جس کے تحت مریضوں کا معائنہ کیا گیا اور ادویات دی گئیں۔

ایک پلاسٹک مولڈنگ فیکٹری کا مطالعاتی دورہ کیا گیا۔ ایک صنعتی نمائش منعقد ہوئی۔

10 تا 17 مارچ ہفتہ صحت جسمانی منایا گیا جس میں مختلف کھیلوں کے مقابلے کروائے گئے۔

O۔ مغل پورہ لاہور:.... ماہ مارچ میں فری ڈسپنسری کا اہتمام کیا گیا جس کے تحت قریباً 300 روپے کی ادویات مستحق مریضوں کو دی گئیں۔

29 مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود...... کا انعقاد کیا گیا جس میں 120 خدام، 120 انصار، 160 اطفال اور 143 مستورات نے شرکت کی۔

6 مارچ کو مغلپورہ لاہور سے گوجرانوالہ تک کا سائیکل سفر کیا گیا جس میں 21 خدام نے شمولیت کی۔ یہ سفر صبح 6.45 پر شروع ہوا اور رات نو بجے لاہور واپسی پر اختتام پذیر ہوا۔

O۔ 11 مارچ کو قیادت ضلع چکوال کی طرف سے مجلس دوالمیال میں سالانہ سپورٹس ریلی خدام و اطفال منعقد کروائی گئی جس میں ضلع کی تین مجالس دوالمیال، بھون اور چکوال شہر نے شرکت کی۔ اس میں 28 خدام اور 36 اطفال نے حصہ لیا۔ مقابلوں میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کے درمیان انعامات تقسیم کئے گئے۔

نذھیری کوٹلی آزاد کشمیر

29 مارچ کو یوم مسیح موعود..... کا انعقاد کیا گیا جس میں خدام و اطفال کی حاضری سوفی صد رہی۔ ان کے علاوہ 12 انصار، 13 ناصرات اور 11 مستورات شامل ہوئیں۔ اس میں تین نظمیں اور 6 تقاریر ہوئیں۔

O۔ علاقہ سرگودھا 21 فروری 1991ء کو علاقائی سالانہ اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں علاقہ سرگودھا کی کل 74 مجالس میں سے 62 مجالس کے 223 خدام اور اطفال کی کل 70 مجالس میں سے 34 مجالس کے 211 اطفال نے شرکت کی۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر ضلع سرگودھا نے فرمائی۔ مرکز کی طرف سے محترم سید احمد علی شاہ صاحب نے بطور مرکزی نمائندہ شرکت فرمائی اور خلافت کی برکات کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اختتامی اجلاس محترم قائد صاحب علاقہ سرگودھا کی زیر صدارت ہوا۔

O۔ جھنگ صدر 5 فروری کو ایک تربیتی جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں خدام، اطفال، انصار، مستورات اور ناصرات کی کل حاضری 257 رہی۔ اسی طرح 22 مارچ کو بھی ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں کل حاضری 255 تھی۔

O۔ چنیوٹ ضلع جھنگ 4 جنوری کو ایک تربیتی جلسہ ہوا۔ کل حاضری 122 رہی۔ خدام و اطفال نے اس سلسلہ میں 4 گھنٹے وقار عمل کیا۔

O۔ لکی نو ضلع جھنگ 22 فروری کو لکی نو میں ایک تربیتی جلسہ ہوا۔ اس کی تیاری کے سلسلہ میں خدام، اطفال اور انصار نے 6 گھنٹے وقار عمل کیا۔ اس جلسہ میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے شرکت فرمائی۔ کل حاضری 415 رہی اور 80 مہمان بھی شامل ہوئے۔

O۔ شور کوٹ شہر ضلع جھنگ...... 22 فروری کو بعد نماز مغرب احمدیہ بیت الصلوٰۃ کا افتتاح کیا گیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے شمولیت فرمائی۔ کل حاضری 195 افراد پر مشتمل تھی۔ خدام نے اس پروگرام کی تیاری کے سلسلہ میں 6 گھنٹے وقار عمل کیا۔

O۔ عنایت پور بھٹیاں ضلع جھنگ..... 7 اور 8 مارچ

کو خدام و اطفال کا ضلعی تربیتی اجتماع منعقد کیا گیا۔ ضلع کی 20 مجالس کے 300 خدام و اطفال نے شرکت کی۔ 30 مہمان بھی شامل ہوئے۔ خدام و اطفال کے مابین علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے اور اول، دوم اور سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

O۔ ضلع ملتان ...... ماہ فروری اور مارچ میں دو فری میڈیکل کیمپ لگائے گئے جن میں 410 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ اس پر 6500 روپے کی رقم خرچ ہوئی۔ 20 خون کی بوتلیں ضرورت مند احباب کو بطور عطیہ دی گئیں۔

15 مارچ کو ضلع ملتان کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ 315 خدام و اطفال نے شرکت کی۔

دوران ماہ ایک سائیکل سفر ہوا جس میں 37 خدام نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں خدام کے مابین بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس اور کلائی پکڑنے کے مقابلے کروائے گئے۔

O۔ ڈرگ کالونی کراچی..... 21 مارچ کو ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا۔ 40 خدام کے علاوہ 12 غیر از جماعت احباب نے شرکت فرمائی۔ محترم مربی صاحب نے سوالات کے جواب دیئے۔

O۔ دارالحمد فیصل آباد..... ماہ فروری میں جلسہ المصلح الموعود منعقد ہوا۔ اس میں تین خدام نے سیرت حضرت فضل عمر پر تقاریر کیں۔ حاضری 64 رہی۔

دوران ماہ ایک سائیکل سفر کیا گیا جس میں 2 خدام اور ایک طفل نے دس کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا۔

22 تا 28 فروری ہفتہ وقار عمل و شجر کاری منایا گیا۔ اس دوران 170 پودے لگائے گئے اور کیاریوں اور گملوں کی صفائی کی گئی۔

O۔ یارووالا ضلع مظفر گڑھ..... ماہ مارچ میں ایک وقار عمل کیا گیا جس میں دس خدام نے شرکت کی اور بیت الحمد یاروو الا کی تعمیر اور صفائی میں مدد دی۔

O۔ نوکوٹ سندھ..... 15 مارچ کو ایک سائیکل سفر کیا گیا۔ یہ سفر تھر کے علاقہ کی طرف کیا گیا۔ اس میں خدام کی شمولیت 60 فی صد رہی۔ چار گھنٹے کے اس سفر میں 36 کلومیٹر سفر طے کیا گیا۔ مقررہ جگہ پر پہنچ کر ایک چھوٹی سی پکنک کا بھی اہتمام کیا گیا۔

کامیابی اور درخواست دعا

مکرم مبارک احمد صاحب خالد مینجر و پبلشر ماہنامہ تشحیذ الاذہان و خالد کے بچے عزیزم مبشر احمد صاحب خالد نے میٹرک کے امتحان (سائنس گروپ میں) 709/850 نمبر لے کر گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اسی طرح آپکی بچی عزیزہ عطیۃ الجبار (آرٹس گروپ) 634 نمبر لے کر امتحان میں کامیاب قرار پائی ہے۔

احباب جماعت سے ہر دو عزیزوں کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آئندہ بھی دونوں کو علم و عمل کے میدان میں نمایاں ترقیات سے نوازے۔ (مدیر خالد)

ہم آن ملیں گے متوالو!
بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
(اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو)
طالبِ دعا
پاک آٹو سپیئرز
65240
۲۳۶-۲۳۷/A فاطمہ جناح روڈ سرگودھا
تھوک و پرچون ڈیلرز: برائے آٹو فلٹرز و آٹو الیکٹرک پارٹس
سٹاکسٹ: مارشل فلٹرز
ڈیلر: موبل آئل، گیئر آئل اور ہر قسم کے انڈسٹریل آئل
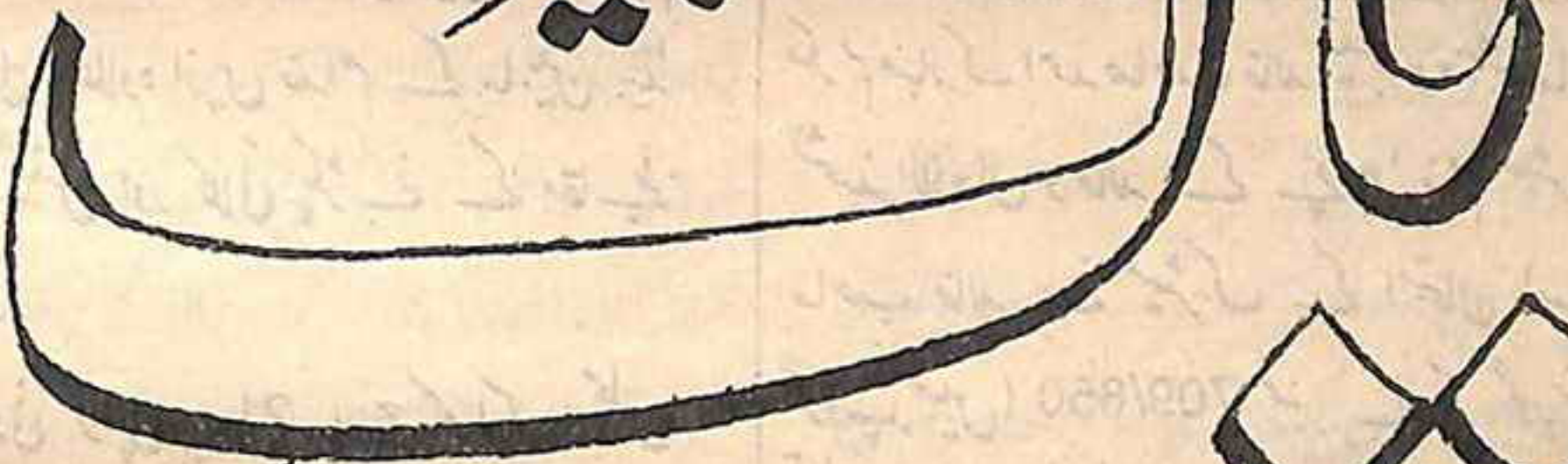
SAFINA INDUSTRIES (PRIVATE) LIMITED.

ESTABLISHED: 1960

We are exporter & manufacturer of all sort of textile fabrics. We have a complete textile, processing plant for printing, Dyeing, & Bleaching of Cotton, Polyester & Blended fabrics.

Fax: 92-0411-42617
Telex: (82) 43-441 SIL PK
Cable:- "SAFINA"

92-0411-41550
92-0411-45631
92-0411-42675

Mills: Maqbool Road, Faisalabad (Pakistan)
Mailling Address: G. P. O. Box No. 180 Faisalabad (Pakistan)

باسکٹ بال فائنل میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب مہمانِ خصوصی
علاقہ لاہور، بہاولنگر اور علاقہ راولپنڈی و سرحد
کے کھلاڑیوں کے ہمراہ

راولپنڈی، لاہور کے مابین باسکٹ بال فائنل کا ایک منظر

۱۴۵ کلومیٹر سپورٹس سائیکل ریس کے آغاز کا منظر

علاقہ کراچی کی ٹیم

ربوہ کی ٹیم

MONTHLY **KHALID** RABWAH

Regd. No: L 5830 JUNE 1991

EDITOR:- MUBASHIR AHMAD AYAZ

مجلس عاملہ خدّام الاحمدیہ پاکستان ۹۰ - ۱۹۸۹ء محترم صاحبزادہ مرزا مظفّر احمد صاحب امیر جماعتہائے متّحدہ امریکہ کے ہمراہ